821

انا ھدینہ السبیل اما شاکرا واما ک

صفات المؤمنین

مشتمل

علیٰ رد قبض الیدین

جسکو

عالم نبیل فاضل جلیل علامہ فہامہ عالیجناب شاہزادہ مولوی
میرزا احمد سلطان صاحب خاور گورگانی مصطفوی
چشتی دہلوی ساکن چاندنی محل نے
بماہ شوال سنہ ۱۳۴۹ ھ م مارچ سنہ ۱۹۳۱ عیسوی

چندر گپت پریس چوڑیوالان دہلی

تعداد ۵..

قیمت ۸ر

...ت موجودہ کتب و زیر طبع مولفہ مؤلف رسالہ ہذا

...رہ رفضی بارفضی المعروف بہ تنزیہ الانساب جسمیں عرب کے نکاح و جماع
...نہ و اقسام ولد الزنا و تنقید ولد الزنا و بحث علت ابنہ و قضائے حمل ولد الزنا کے
...کرام کے انساب کی حمایت و حلت زنا و ہوالیہ مشترک النطفہ و جواز زنا و
وزنائے صوفیہ کرام و صدور معجزات بانعال ناجائز عہ

...نا المسلمین جسمیں رسول خدا کی توہینی احادیث بعنوان بہتانات
...تجویند و متعہ حضرت عائشہ و احادیث فاحشہ و آمد نہائے مواضع فی
...حار و دو مملکت رسول و توہین خدا و انبیاء و مرسلین و چشم ملک الموت کا
...و انثیین حضرت موسیٰ و بندر یا کا رجم .... قیمت عہ

...وات الصالحین:- اس ماہواری رسالہ کے صرف بارہ نمبر باقی رہگئے ہیں۔
...عجائبات مذہبی کا میگزین ہے۔ .... قیمت ۸ عہ

تادیب المجانین حصہ اول جسمیں رسول اللہ کی نسبت شراب خواری و نبیذ خواری۔ تاریخ ایجاد لف حریر واقعات قبل مصائب کربلا قتل بنات امیر المومنین و اسمائے قاتلان ائمہ علیہم السلام بتقید سنہ مقامات ذبح صبیان ائمہ علیہم السلام تا سنہ ۲۶ھ بعض ازواج رسول کے ناجائز نکاح۔ حدیث میراث کے عقلی اغلاط۔ طہارت کی معافی حضرت عمر کا دخل بیدخل معاویہ و ابو سفیان کا بعد اسلام احترام اصنام نمونہ احادیث صحیحہ و منکرہ چاشنی دار حیض و مباشرت فضائل بخاری۔ قیمت عہ

تادیب المجانین حصہ دوم۔ انس کا بیٹا والد انس کا خود جماع کرنا۔ اسمائے توہین کنندگان رسول۔ مخس ائمہ اہلسنت مرزا قادیانی کی اپنے خیالی خدا سے جفتی حضرت عمر کا ابن ام شملہ ہونا۔ عشق کی بحث بسیط۔ ازواج کا ادل بدل خاتمہ خاتم النبیین کی فضیلت۔ حضرت عمر کے شیطانی فضائل۔ حدیث جو بیہ کی بحث کامل معاویہ یزید کی محرمات سے جفتی۔ رجس کے اقسام۔ صفات امام زماں۔ تنقید شرافت شیخین وغیرہ

صفات المامومین

مشتمل

علی ردِ قبض الیدین

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حامداً ومصلیاً

احقر العباد میرزا احمد سلطان خاور گورگانی مصطفوی چشتی ابن میرزا مظفر بخت بہادر ابن مرزا شاہرخ بہادر ابن بہشت آرامگاہ حضرت ابوظفر سراج الدین بہادر شاہ بادشاہ غازی۔ عرض پرداز ہے کہ ہمارا یہ مضمونِ ذیل نہایت اختصار کے ساتھ لکھا گیا تھا اور اس کے قبل رسالہ اصلاح کجوہ ضلع سارن نمبر ۲ صفر ۱۳۴۹ھ ہجری میں بعنوان (قران سے مومن ومنافق کی شناخت) شائع ہوچکا ہے۔ لیکن بعض احباب خاص نے اس مضمون کا نام اور آیات قرانی کی ناکافی شرح ہونے کی شکایت اور بالخصوص بحث قبض یدین کے اختصار کو ناپسند فرمایا۔ اس وجہ سے اُسی کو دوبارہ مرتب کرکے نام بدلنا پڑا۔ الحمدللّٰہ کہ خداتعالےٰ نے اپنے فضل وکرم سے حسب خواہشِ احباب پورا کرادیا۔ اب خداتعالےٰ سے دعا ہے کہ یہ رسالہ صفات المامومین مشتمل علی ردِ قبض الیدین مفید دارین ہو وباللّٰہ التوفیق وعلیہ التکلان۔

مقدمہ

سورۂ توبہ پارہ دس رکوع ۱۵ میں زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ سے قیامت تک کے مومنین ومنافقین کی شناخت کے لئے خداتعالے نے چھ چھ طرح کے محامد وذمایم کی دو آیتیں ایک ہی رکوع میں نازل فرمائی ہیں جو نزاع باہمی کے فیصلہ کے لئے کافی ہیں۔ پس اُن دونوں آیتوں کو جُدا جُدا فقرہ وار مع صفات محامد وذمایم بغیر جانبداری لکھتے ہیں مگر تمام عربی عبارات کے تراجم مذاق اردو کے مطابق اور اُن کے مطالب وشروح۔ مومن ومنافق کے مشہورہ ومعمولہ اعمال وعقائد کے موافق ہوں گے انشاءاللہ تعالےٰ اور اعمال وعقاید کے محامد وذمائم قران وعقل کے قدم بقدم ہوں گے تاکہ ہر اسلامی فرقہ اپنے تئیں مومن ومنافق تمیز وبقین کر لینے میں کسی کا محتاج نہ رہے اور جو کسی بدعقل ناواقف مذہب کو یہ شُبہ ہو کہ مولف رسالہ شیعہ ہے اس لئے اُس نے اپنے عقیدہ کے مطابق ان آیات کی شرح کی ہے تو اول وہ عقائد واعمال فرقہ پر غور کرے کہ فرقہ مومن یا فرقہ منافق کے یہ اعمال وعقاید ہیں بھی یا مولف رسالہ نے یہ بہتان کئے ہیں دوم جن اسناد سے اُن عقائد واعمال کی شرح کی ہے وہ کس فریق کی کُتب کے ہیں پس اگر ان دونوں باتوں کے بعد بھی ہماری خطا پر یقین ہو تو پھر وہ ہماری طرح فقرہ وار بقید عقل وقران الگ الگ شرح اور شائع کر کے اُس کی ہمکو اطلاع دے۔ پس اگر بقیود بالا اُن صاحب کے اعتراضات واجبی ہوں گے تو ہم اُن کا شکریہ اور اپنی غلطی کا اقرار شائع کریں گے انشاءاللہ تعالےٰ۔

محامد مومنین

والمؤمنون والمومنٰت بعضهم اولياء بعض يامرون بالمعروف وينهون عن المنكر ويقيمون الصلوٰة ويؤتون الزكوٰة ويطيعون الله ورسوله اولٰئك سيرحمهم الله ان الله عزيز حكيم ○ یعنی اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں ایک دوسرے کی مددگار ہیں اور معقول باتوں کا حکم کرتے ہیں اور کریں گے اور بری باتوں سے روکتے ہیں اور روکیں گے

ذمائم منافقین

المنٰفقون والمنٰفقٰت بعضهم من بعض يامرون بالمنكر وينهون عن المعروف ويقبضون ايديهم نسوا الله فنسيهم ان المنٰفقين هم الفٰسقون ○ یعنی منافق مرد اور منافق عورتیں ایک رنگ وطبیعت پر ہیں۔ نامعقول باتوں کا حکم کرتے ہیں اور کریں گے اور اچھی باتوں سے روکتے ہیں اور روکیں گے۔ اور قبض ید ین کرتے ہیں اور

اور نماز قائم کرتے ہیں اور کریں گے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور دیں گے اور خدا اور رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور کریں گے۔ قریب ہے اللہ تعالےٰ اُن پر اپنی رحمت نازل فرمائے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے۔

کرینگے (نماز میں یا خیرات میں) پس وہ خدا کو بھول گئے (گویا) خدا بھی اُن کو بھول گیا بیشک منافقین نافرمان ہیں۔ ×

. . . .

اگرچہ الفاظ آیات اور اُن کے معانی سے ہی مؤمن و منافق کا فرق ظاہر ہو گیا ہے مگر بغیر شروح اعمال و عقاید اکثر طبایع ان مقابلہ کے فقروں کے مطالب سے پورے مستفیض نہیں ہو سکتے اس لیے اُن کی کسی قدر تفصیل کر دیجاتی ہے۔ بحول اللہ و قوتہٖ۔

مدح اول در اعانت

والمؤمنون والمؤمنٰت بعضھم اولیاء بعض

اور مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

ایمان تصدیق بالقلب کو کہتے ہیں اور یہ لفظ امن سے مشتق ہے۔ پس لغوی حیثیت سے مومن وہ کہ جس پر ایمان لائے اسکو اپنی مخالفت سے بے فکر کر دے اور اصطلاح شرع میں وہ کہ جو خدا کو ازلی ابدی قدیم بالذات مجرد عن المادہ وحدہٗ لاشریک اور خالق کل قادر مطلق جانے اور اُسکے جملہ صفات ثبوتی و سلبی۔ ملائکہ۔ انبیاء۔ کتب سماوی۔ عذاب قبر۔ حشر اجساد۔ جنت دوزخ۔ میزان۔ پل صراط وغیرہ سبکو برحق جانے **ان** باطنی امور پر کامل عقیدہ ہونیکی ظاہری علامات بھی رسول اللہ نے فرما دی ہیں از انجملہ خمس کا ادا کرنا بھی ایمان کامل اور عقیدہ صحیح کی علامت ہے چنانچہ **بخاری** پارہ اول کتاب الایمان صفحہ ۲۷ پر باب اداء الخمس من الایمان ہے اور اصطلاح شرع میں خمس وہ خیرات ہے جو جائز آمدنی سے پانچواں حصہ بنی فاطمہ کو اُنکا حق سمجھ کر دیا جائے جسکا وجوب دسویں پارہ کی پہلی آیت سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ خمس کی ادائی قرآن و حدیث دونوں سے علامت ایمان پائی جاتی ہے تو جب تک اُمت محمدیہ کو ایمان داری کی ضرورت ہے اور جب تک نفوس بنی فاطمہ دنیا میں پائے جاتے ہیں اس وقت تک اُمت محمدیہ خمس بھی روزہ نماز وغیرہ کی طرح

واجب ہے مگر باستثنائے اُس فرقۂ اسلامی کے کہ جسکے ہاں ایمانداری کی ضرورت نہیں جیسے **موطا امام** محمد شاگرد ابی حنیفہ باب العقیقہ کے صفحہ ۲۷۲ میں ہے۔ قال محمد اما العقیقۃ فبلغنا انہا کانت فی الجاہلیۃ قد فعلت فی اول الاسلام ثم نسخ الاضحی کل ذبح کان قبلہ و نسخ شہر رمضان کل صوم کان قبلہ و نسخ غسل الجنابۃ کل غسل کان قبلہ و نسخت الزکوٰۃ کل صدقۃ کانت قبلہا کذلک بلغنا۔ یعنی ہمکو معلوم ہوا ہے کہ جاہلیت میں لوگ عقیقہ کرتے تھے اور ابتدائے اسلام میں بھی عقیقہ کی رسم تھی پھر وجوب قربانی نے تمام قربانیاں منسوخ کردین جو اس سے پہلے تھیں اور رمضان کے روزوں نے کل روزے اور غسل جنابت نے تمام غسل اور وجوب زکوٰۃ نے تمام صدقات منسوخ کردیئے جو پہلے تھے۔ انتہی۔

منسوخی عقیقہ وغیرہ

اس دیوانگی کی بڑ کا یہ نتیجہ ہے کہ بعد وجوب زکواۃ رسول اللہ جو اپنی حیات تک خمس لیتے رہے وہ ناجائز تھا معاذ اللہ۔ دوم حضرات شیخین نے علاوہ ہبہ فدک و میراث کے عترت رسول کو خمس بھی نہ دیا مگر خود لیتے رہے تو وہ نہ دینا بھی جائز تھا لعنت اللہ علی الکافرین۔

اگر وجوب زکواۃ سے خمس کا وجوب منسوخ تھا تو رسول اللہ اپنی حیات تک خمس کیوں لیتے رہے اور عترت رسول نے خمس کا کیوں دعویٰ کیا اور حضرات شیخین اپنی خلافتوں میں خود کیوں لیتے رہے اگر خمس موقوف ہوتا تو یہ رقمی معاملہ تھا اس کے لئے قرآں میں ضرور مفصّل حکم ہوتا یہ نماز روزہ کی طرح کوری کارروائی نہ تھی۔ پس جب تک قرآن سے خمس کی منسوخی ثابت نہ ہو اُس وقت تک منسوخ نہیں مانا جاسکتا۔

نواصب نے جہاں اور ظلم کیئے اُنمیں کا ایک اعلیٰ ظلم یہ بھی ہے کہ عترتِ رسول پر صدقات تو حرام تھے ہی خمس کو بھی چٹ کردیا تاکہ بنی فاطمہ کو حیات کا بھی سہارہ نہ ملے۔ امام حسینؑ کی طرح سب بھوکے پیاسے مرجائیں۔ اور اُن کے مقلدین نے جو رسول اللہ کے کُل مال کو صدقہ لکھا ہی اس کا مقصد بھی یہ ہی ہے کہ عترت رسول اسکی حقدار نہیں ہوسکتی اسی وجہ سے شیخین نے میراث رسول اور خمس نہیں دیا **المدعا** خمس واجب جو حق بنی فاطمہ ہے اسکو مؤمنین ادا کرتے رہتے ہیں اور جو شامت اعمال سے ادا نہیں بھی کرتے تو وہ بھی خمس کو واجب ضرور جانتے اور مانتے ہیں پس فرض خدا کا ادا نہ کرنا عصیان اور اس کو اپنے ذمہ واجب نہ جاننا کفر اور مؤمنین الزام کفر سے بری۔

وجوب خمس اور انکار عدم وراثت عترت

ذم اول در غصب حق عباد

المنٰفقون والمنٰفقٰت بعضهم من بعض

منافق مرد اور منافق عورتیں ایک رنگ طبیعت پر ہیں۔

لغت میں منافق دوغلی یعنی دو رُخی بات کرنے والا جسکو عربی میں ذوالوجہین کہتے ہیں اور اصطلاح شرع میں منافق وہ جو اپنا کفر چھپا کر اسلام ظاہر کرے **قران** واحادیث میں اس باطنی صفت کے بھی علامات بتائے گئے ہیں ازانجملہ منافق کی چار علامتیں مشہور ہیں۔ **آثم۔ کاذب۔ غادر۔ خائن۔** یعنی مُجرم۔ جھوٹا۔ دغاباز۔ خیانت کرنے والا۔ **بخاری** کتاب الایمان میں باب الحیاء من الایمان ہے یعنی حیا لوازم ایمان یا علامت ایمان سے ہے **لیکن** تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ جو شخص آثم۔ کاذب۔ غادر۔ خائن ہو گا ضرور بیحیا ہو گا اور عقلاً و نقلاً سب سے بڑی بیحیائی یہ ہے کہ بیحیائی کے کام کرے اور شرمندہ نہ ہو خطا کا اقرار نہ کرے جیسے منافقین کہ اولاد رسول کی محبت کا دعوی تو کرتے ہیں مگر نہ اُن کی تقلید و اتباع کرتے ہیں اور نہ اُنکا خمس دیتے ہیں بلکہ خمس نہ دینے والوں کو اچھا اور خمس دینے والوں کو کافر جانتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ عترت رسول کے غرباء کے گذارہ کیلئے یہی خمس ہے باقی اور سب قسم کے صدقات ان پر حرام ہیں اور لطف خاص یہ ہے کہ ادائے خمس کو واجب بھی نہیں جانتے۔

مدح دوم در طہارت و تبرا

یأمرون بالمعروف مؤمنین اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں اور کریں گے **مثلاً** ارشاد خدا ہے انما المشرکون نجس یعنی بیشک مشرک نجس یعنی ناپاک ہیں بایں وجہ مومنین ان کی مس کی ہوئی چیزوں کے کھانے سے منع کرتے ہیں اور لغت میں نجس بکسر جیم وہ ناپاکی جو دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اور نجَس بفتح جیم وہ ناپاکی جو دھونے سے بھی پاک نہیں ہوتی جیسے سُوّر۔ شراب پیشاب وغیرہ اسی کو نجس العین کہتے ہیں تو قران میں مشرکین کو نجس بفتح جیم فرمایا گیا ہے۔ پس اُنکی مس کی ہوئی کھانے پینے کی چیز ہرگز پاک نہیں ہو سکتی دوم اس حکم کی مخالفت سے نہ فرش پاک

رہ سکتا ہے اور نہ لباس نہ جسم اور نہ وقار اسلام اور جب یہ چیزیں گندی ہو گئیں تو مسجدیں بھی پاک نہیں رہ سکتیں پس جب نجاست کی یہ حد ہو گی تو نماز صحیح ادا نہ ہو گی نہ روزہ۔ نہ حج۔ **دوم** جب ایسی ضروری چیزیں مشرکین سے خریدی جائینگی تو مشرکین مالدار اور مسلمان مفلس پس اُس وقت مشرکین مسلمانوں کو اپنا محتاج سمجھ کر ذلیل کریں گے اور مسلمانوں کو اپنے افلاس کے سبب ذلیل ہونا پڑیگا جس سے نسلوں تک میں بیحیائی و نامردی پھیلے گی اور شجاعت جو اصل جوہر اسلام ہے وہ مفقود ہو جائے گی۔ **سوم** مشرکین کی مس کی ہوئی چیزوں کے کھانے پینے کی بے احتیاطی سے مسلمانوں کو اسلام ترک کر دینا آسان ہو جائے گا جسکا مشاہدہ آج ہو رہا ہے کہ کئی ہزار مسلمان ہندو ہو گئے جنمیں چند عربی داں مولوی بھی ہیں **ہندوؤں** نے جو اپنے ہاں چھوت کا مسئلہ رکھا ہے تو اس میں یہی دو حکمتیں ہیں ایک یہ کہ اپنے گروہ کا آدمی کم نہ ہو دوسرے اور قوموں کی دولت اپنے ہاں آتی رہے۔ غرض اس بے احتیاطی کے نقصان سے مومنین لوگوں کو بچاتے ہیں۔

دشمنان رسول اور موذیان عترت کی تقلید و اتباع سے مومنین روکتے ہیں کیونکہ اُنھوں نے اصل اسلام کو ناکارہ سمجھ کر اپنا من مانا اسلام پھیلایا تھا جن شکایات سے کتب صحاح وغیرہ بھری پڑی ہیں۔ چنانچہ امام محمد کی **موطا** کے صفحہ ۴۳۹ پر مالک بن ابی عامر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے چچا ابو سہیل کہ جنکا انتقال سنہ ۱۴۷ھ کے کچھ دن بعد ہوا وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ کے زمانہ کی کوئی چیز یعنی کوئی عمل باقی نہیں رہا سوائے ندائے صلوٰۃ کے مگر آپ حضرات اس ندائے صلوٰۃ کو اذاں نہ سمجھئے گا کیونکہ اُس کے ظاہر و باطن دونوں میں تصرف کیا گیا ہے چنانچہ اذاں میں سے "حیّ علیٰ خیر العمل" موقوف اور "الصلوٰۃ خیر من النوم" آجتک جاری ہے اور جمعہ کے دن کی پہلی اذاں منافقین کے ہاں بڑھی ہوئی ہے۔ ندائے صلوٰۃ سے مراد وہ ندا جو تکبیر تحریم سے پہلے جماعت بندی کے لئے الصلوٰۃ الصلوٰۃ پکارا جاتا ہے۔ **اسی طرح** بخاری کتاب الصلوٰۃ پارہ دوم میں انس بن مالک سے اور مسلم جلد اوّل صفحہ ۱۶۹ میں عمران بن حصین سے روایت ہے اور انس بن مالک بھی ابو سہیل کی طرح افسوس کرتے ہیں کہ رسول اللہ کے زمانہ کا کوئی عمل اپنی حالت پر نہ رہا لوگوں نے کہا نماز تو ہے انس نے کہا اُس میں بھی تم نے

کیا کچھ نہیں کیا اور عمران نے جناب علی علیہ السلام کی نماز دیکھی تو کہا کہ آج علی نے ہمکو رسول اللہ کی سی نماز یاد دلائی اور اسکی شرح میں ابن حجر عسقلانی نے ایک صحابی کا قول لکھا ہے کہ "امانسنا ھا او ترکنا ھا عمداً" کہ ہم رسول اللہ کی سی نماز پڑھنی بھول گئے یا ہم نے جانکر ویسی نماز ترک کردی پس نماز میں تقلید رسول کا ترک صحابہ قابل غور ہے۔

اسی طرح موذیان رسول نے وصیت نامہ نہ لکھنے دیا۔ **لیکن** ناظرین ان واقعات پر عداوت رسول نہ سمجھ سکیں گے اس لئے ہم صرف دفن رسول کی حالت لکھدیتے ہیں جس سے نمک حرامی کا پورا پتہ لگ جائیگا ملاحظہ ہو۔

تبصرہ در بے حرمتی میتِ رسول

تاریخ خمیس دیار بکری میں محمد بن اسحاق سے منقول ہے

کہ آنحضرت کا انتقال دوشنبہ کے دن ہوا اور اُس دن اور منگل کی رات تک ٹھیرائے گئے پس بدھ کی رات کو یعنی تیسری رات کو آپ کا دفن ہوا **ظاہر ہے** کہ پیر کے دن دوپہر کو انتقال ہوا

وروی محمد بن اسحٰق انه قال قبض رسول الله صلعم یوم الاثنین فمکث ذلك الیوم ولیلة الثلاثاء ویوم الثلاثاء دفن فی لیلة الاربعاء

اور منگل تک ٹھیرائے گئے اور بدھ کی رات کو آپکا دفن ہوا تو وہ تیسری رات کیسے ہوسکتی ہے پنجشنبہ کی تیسری رات ہوگی۔

تاریخ ابوالفدا و تاریخ ابن الوردی میں ہے "دفن رسول اللہ یوم الثلاثاء وثانی یوم وفاته وقیل لیلة الاربعاء وهو الاصح وبقی ثلاثا لم یدفن (تاریخ احمدی) یعنی آنحضرت نے دوشنبہ کو انتقال فرمایا اور اس کے دوسرے دن منگل کو آپ دفن ہوئے اور دوسری روایت میں ہے شب چہارشنبہ کو آپکا دفن ہوا اور یہ ہی صحیح ہے اور ایک بھی روایت ہے کہ آپکا دفن تیسرے دن ہوا۔ **آئندہ** آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ تیسرے دن دفن کی روایت صحیح ہے باقی سب لغو۔ کیونکہ اہلِ تاریخ کا یہ اختلاف بتاتا ہے کہ میت رسول کسی بڑی گہری چال میں پھنسی تھی جو تین دن تک دفن نہ ہوسکی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

ملل والنحل میں عبدالکریم شہرستانی فرماتے ہیں" قال عمر بن الخطاب من قال ان محمدا مات
قتلتہ بسیفی ہذا (تاریخ احمدی صفحہ ۱۰۰) "یعنی عمر بن خطاب نے کہا جو یہ بات مونہہ سے نکالے گا کہ رسول اللہ
کا انتقال ہوگیا تو میں اپنی اس تلوار سے اُسے قتل کرونگا آپ جانتے ہیں کہ حضرت عمر نے یہ قتل کی
دہمکی کیا راہ چلتوں کو دی تھی یا اہل محلہ کو جی نہین بھلا باہر والوں کو کیا معلوم کہ کسی کے گھر میں کیا ہوا
یہ تو گھر والے اپنے گھر کا حال جانتے ہیں کہ کیا ہوا یعنی مریض زندہ ہے یا مر گیا پس یہ دہمکی جناب خاتون جنت
اور مولا علی کو دی گئی جو میت کے پاس بیٹھے رو رہے تھے بخاری پارہ پانچ کتاب الجنائز باب الدخول
المیت کے صفحہ ۱۴۱ پر بھی حضرت عمر کا موت رسول سے انکار اچھوتاں موجود ہے تاریخ ابن جریر
طبری میں ہے توفی رسول اللہ صلعم و ابوبکر بالسنح و عمر حاضر (الی ان قال) ولما توفی رسول اللہ
قام عمر بن الخطاب فقال ان رجال من المنافقین یزعمون ان رسول اللہ توفی و ان رسول اللہ
واللہ ما مات یعنی وفات رسول کے وقت حضرت ابوبکر اپنے گھر میں تھے جو سنح بستی مدینہ سے
تقریباً تین میل دور ہے اور حضرت عمر موجود تھے پس جب رسول اللہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت
عمر کھڑے ہوئے اور کہا کہ منافقین گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ کا انتقال ہوگیا ہے خدا کی
قسم رسول اللہ کا انتقال نہیں ہوا دیکھئے میت پر رونے والوں کو کیا خوبی سے تسلی دے رہے ہیں
کیوں حضرات آپ جانتے ہیں کہ حضرت عمر نے کن منافقین کا گمان بیان کیا ہے کیا رسول اللہ
کی موت کا گمان کرنے والے منافق کہنے سے حضرت عمر کی مراد فراریان احد سے تھی یا عقبہ ذی
فتق والے بارہ منافقوں سے جو قتل رسول کے لئے آئے تھے اور ان کے نام رسول اللہ نے حضرت
حذیفہ کو بتائے تھے دیکھئے یہ رجال منافقین رسول اللہ کے گھر والے یعنی علی۔ عباس فضل
قثم۔ عبداللہ۔ اولاد جعفر طیار عقیل وغیرہ رضوان اللہ علیہم اور اُن ہی منافقین میں بنت رسول
بھی ہیں اور میاں عمر مومن سبحان اللہ وبحمدہ کیا علی جیسے جری اور بنی ہاشم جیسے شجاع اور باحکومت
خاندان کے مقابلہ میں حضرت عمر جیسا شخص اکیلا قتل کی دہمکی دے سکتا تھا یا کوئی منافق صاحب
اسلام خاندان کو منافق کہہ سکتا تھا کہ جسکا باپ اونٹ چراتا اور لکڑیاں بیچتا بیچتا بحالت کفر مر گیا
اور یہ خود ایسی گستاخی کرنے والے گدھے بیچتے بیچتے اور دلالی کرتے کرتے اور رسول اللہ کے ٹکڑے
کھاتے کھاتے اس عمر کو پہنچے انکی کیا مجال تھی کہ یہ مونہہ در مونہہ ایسی بے ادبی کر سکتے تا وقتیکہ

مستعد یہ جنگ ہتھیار بند قوم انکے ساتھ نہ ہو اچھا اس پر بھی غور کرلو کہ کیا حضرت عمر کا کوئی مرا نہ تھا یا انہوں نے کسی کو مرتے نہ دیکھا تھا یا ان کو مردے زندہ میں تمیز نہ تھی یا اُس وقت کسی مرض کا دورہ تھا ماں باپ چچا ماموں ابوجہل تو یہ سب ان کے سامنے ہی بحالت کفر مرے تھے تو کیا اُس وقت میں اُنہوں نے ایسا ہی غل مچایا تھا اور جو بالفرض یہ ایسے ہی بڑے بہادر تھے تو بتاؤ کہ انہوں نے جنگ بدر میں کئے کافروں کو قتل کیا جنگ اُحد میں اپنے بھاگنے سے پہلے کتنے کافروں کو جہنم واصل کیا جنگ خندق میں کے کافر مارے جنگ خیبر میں کتنے کافروں کو اپنی فراری سے پہلے مار ڈالا حنین میں بھاگنے سے پہلے کتنے کافروں سے مقابلہ کیا وادی الرمل سے جو بھاگے تھے تو کیا دو چار کافروں کو تہ تیغ کر کے بھاگے تھے کیا کسی کتاب میں ہے کہ حضرت ابوبکر و عمر فلاں جنگ میں زخمی ہوئے تھے پس ایسا چوٹی کا فراری حیدر کرار غیر فرار کے مقابلہ میں زبان ہلا سکتا تھا تاوقتیکہ مخالف اسلام قوم پشت پر نہ ہو المدعا شب پنجشنبہ کو رسول کا دفن ہوا اور وہ بھی جلدی کی گئی کیونکہ دفن کی اجازت ملنے تک میت رسول کا پیٹ پھول چکا تھا چنانچہ تاریخ طبری جلد ۳ صفحہ ۱۹۰ پر ہے "لما قبض النبی صلعم کان ابوبکر غائباً فجاء بعد ثلاث ولم یجتری احد ان یکشف من وجھہ ارباد لبطنہ فکشف عن وجھہ وقبّل عینیہ ثم قال بابی وامی یعنی جب رسول اللہ کا انتقال ہوا تو ابوبکر غائب تھے تیسرے دن آئے مگر اس عرصہ میں کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ رسول اللہ کا مونہہ کھولکر دیکھتا حتّٰی کہ میت کا پیٹ پھول چکا تھا جب ابوبکر آئے تو اُنہوں نے رسول اللہ کا مونہہ کھولکر دیکھا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں انتہیٰ اس عبارت کے قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انتقال ہوتے ہی میت رسول پر قبضہ اور ہتھیار بند گارد دروازہ پر بٹھا دیا گیا تھا اور اس گارد کا افسر حضرت عمر کو بنا دیا گیا تاکہ وہ غسل و کفن و دفن نہ ہونے دیں اور موت رسول سے انکار کا غل مچاتے رہیں اور خود بدولت اپنی ہم عہد قوموں میں پہنچکر طالب امداد ہوئے جو اطراف مدینہ میں کچھ فاصلوں سے آباد تھیں اس وجہ سے تیسرے دن حضرت ابوبکر تشریف لائے ورنہ بستی سنح مدینہ سے دو ڈھائی میل کے فاصلہ پر تھی یوم انتقال کو ہی آسکتے تھے اور یہ جو لکھا ہے کہ اس عرصہ میں کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ رسول اللہ کا مونہہ کھولکر دیکھے اس عبارت کا قرینہ یہ کہتا ہے کہ عترت رسول اور بنی ہاشم میت سے جدا نظر بند کر دیئے گئے تھے وہ مجبور تھے کہ اتنے عرصہ تک میت رسول کا دفن نہ کر سکے اور یہ

میت رسول کا پیٹ پھول گیا

ابوبکر کے آنے تک منہ نہ کھولا گیا

بات کسی کتاب سے بھی ثابت نہیں کہ وفات رسول سے دفن رسول تک کوئی بنی ہاشم گھر سے باہر نکلا ہو اب یہاں یہ بھی غور کر لو کہ حضرت ابوبکر رسول اللہ کے کون تھے کہ جن کے آنیکا انتظار تین دن تک کیا گیا اور ان کو تیسرے دن بے قاعدہ میت کا مونہہ کھولکر دیکھنے کا کیا حق تھا کیا علی و فاطمہ سے بھی بڑھ کر ابوبکر ہمدرد رسول تھے یا اُن سے زیادہ وارث تھے۔ ان سے صرف ازار بندی کا رشتہ تھا جو ارنڈ کی جڑ سے بھی زیادہ بودہ مشہور ہے پس بے قاعدہ میت رسول کا مونہہ کھولکر یہ جتایا گیا کہ آج سے ہم وارث رسول ہیں ہمارے سامنے کسی بیٹے بھائی بند کی مجال نہیں جو ہمارے خلاف میں مداخلت کر سکے یہی وجہ ہے کہ یہہ غاصب ملکِ رسول میں دفن ہوئے مگر کوئی عترت رسول سے قبر رسول کے پاس دفن نہ ہو سکا اور بنی ہاشم کو مجاورت قبر رسول بھی نصیب نہ ہوئی میّت رسول کے پیٹ پھولنے اور اجازت دفن کی التجا کی درخواست بھی سُن لو انوار اللغات لُغت اسن میں ہے "غلّ بینہا و بین صاحبہ فانہ یاسن کما یاسن الناس مولف کتاب نے اسکا حامل تفسیر ترجمہ یہ لکھا ہے (حضرت عباس عم رسول نے عمر سے درخواست کی کہ ہمارے صاحبکو چھوڑ دو) (ان کو دفن کرنے دو) آخر جیسے دوسرے مردے سڑ جاتے ہیں آپ بھی بگڑ نہ جائیں کیوں صاحب اگر میّت رسول پہ ان سسروں کا قبضہ نہ تھا اور بنی ہاشم نظر بند نہیں بلکہ آزاد تھے اور میت رسول پر بنی ہاشم ہی کا قبضہ تھا تو دفن رسول میں اتنی دیر کے کیا معنی اور میاں عمر کون تھے کہ جن سے صاحبِ میت عم رسول دفن رسول کی اجازت کیلئے التجا اور اس کی منظوری چاہ رہے ہیں اس حامل تفسیر ترجمہ میں ہمارا کوئی لفظ نہیں اور قوس کی عبارت بھی مولف صاحب کی ہے۔ اور صاحبِ کتاب مشہور علمائے اہلحدیث سے ہیں یاد رکھو کہ امام بخاری نے جو اپنی جامع بخاری کی کتاب المغازی باب مرض النبی اور کتاب الطب باب اللدود اور کتاب الحد و باب القصاص میں تین حدیثیں زہر خورانی رسول کی لکھی ہیں وہ صحیح ہیں اور رسول اللہ پر یہ آخری اور عترت رسول پر یہ پہلی مصیبت تھی جو ان سسروں کے ہاتھوں ہوئی اور اس کے بعد جو کچھ مصائب اہلبیت رسول پر گزرے وہ گزرے جن کی تفصیل کے لیے ایک دفتر چاہیئے ایسے ہی ناگہانی آفات پر حضرت سیدہ کے نوحہ کا وہ

درخواست اذن دفن رسول

شعر صحیح معلوم ہوتا ہے جو مشہور ہے ؎ صبت علی مصائب لو انہا ؛ صبت علی الایام صرن لیالیا - یعنی خاتون جنت فرماتی ہیں کہ مجھپر وہ مصیبتیں پڑی ہیں اگر وہ روشن دنوں پر پڑتیں تو وہ اندھیری راتیں ہو جائیں **چونکہ** ارشاد رسول الفاطمہ بضعتہ منّی ومن اذاہا فقد اذانی و من اذانی فقد اذا اللہ ہے اور اس کی تائید آیہ سورۂ احزاب ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والآخرہ سے ہوتی ہے اس لئے مومنین ایسے جملہ موذیان عترت رسول پر لعنت کرتے اور لوگوں کو اُنکی تقلید و اتباع سے روکتے ہیں۔

تکملہ در ترکِ صلواۃ بر محمدؐ و آلِ محمدؐ

میتِ رسول کے مصائب پر غور کر کے اپنے ایمان سے یہ تو بتا دو کہ جن کے سبب میت رسول کی یہ بے توقیری ہوئی کہ پیٹ پھول جانے سے جنازہ نہ اُٹھ سکا آخر بابس کے پاس جہاں موت ہوئی تھی اُسی مقام پر دفن کر دیا گیا تو ایسے جانی دشمن نمازوں میں اللھم صل علی محمدٍ و آل محمد پڑھتے ہوں گے ہرگز نہیں بلکہ اِن مصائب کے قرائن پر معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ کے بعد سے شیخین اور مطیعان شیخین نے نمازوں میں درود شریف پڑھنا بالکل ترک کر دیا تھا چنانچہ حضرت امیر تیمور صاحقران اعلی اللہ مقامہ کی تزک تیموریہ مطبوعہ مطبع سلطانی۔ حیدر آباد دکن کے صفحہ ۷۹-۸۰ پر جناب علامہ سید شریف جرجانی رحمتہ اللہ علیہ کا خط موسومہ امیر ممدوح درج ہے جس میں علامہ ممدوح نے ہر صدی کے مجددان اسلام کے نام مع اُن کے عمل کے لکھے ہیں اور ساتویں صدی کے مجدد کے باب میں لکھا ہے (در سر ایہ ہفتم الجائتو ... ان بن ارغو خان (بن ہلاکو خاں) است کہ ملقب بہ سلطان خدا بندہ شد۔ کہ در سنہ مذکور بعد از برادرش غازاں خاں بر تخت سلطنت نشست و چوں بمسامع وے رسید کہ دین محمدی بمرتبہ ضعیف شدہ کہ در نماز بعد از تشہد صلواۃ بر محمد و بر آلِ محمد نمی فرستند خود برخواستہ بمسجد جامع سلطانیہ حاضر آمد و حکم باحضار علمائے اسلام نمود۔ اذعان نمودند بعد از عان علمار سلطان امر نمود کہ چوں حقیقت بریں منوال است باید کہ خطبہ بنام اہلبیت بخوانند و سکہ بنام ایشاں بر زنند و انچہ علمائے در منوقت فتوی نوشتہ اذعان نمودا ند نیست

کہ الجائتو سلطان مروج دین شریعت انتہیٰ اس فارسی کا یہ مطلب ہے کہ جب سلطان
الجائتو ملقب بہ خدا بندہ کو یہ معلوم ہوا کہ منافقین نماز میں بعد تشہد درود نہیں پڑھتے
تو وہ مسجد سلطانیہ میں خود تشریف لے گئے اور علماء کو بلوا کر فضائل آلِ محمدؐ پر بحث کی جب
علماء نے فضائل آل محمد کو معتبر مان لیا تو نماز میں درود شریف جاری کرایا اسی وجہ سے
جرجانی صاحب نے ان کو مروج شریعت اور مجدد دین مانا تھا اور سکہ و خطبہ تو شاہانِ مصر
نے بھی اہلبیت کے نام پر جاری کیا تھا مگر اس پر اُن کو مجدد دین جرجانی صاحب نے تسلیم نہیں کیا

علامہ سید شریف الدین بن علی بن محمد بن علی حسینی حنفی جرجانی جن کی ولادت ۷۴۰ھ
ہجری میں ہوئی یہ علامہ قطب الدین رازی کے شاگرد اور اپنے وقت کے بڑے متکلم۔ فقیہ۔
محدث تھے اور بکثرت علمائے سلف و خلف نے ان سے دین میں سند لی ہے اور ان کی
تالیفات میں سے شرح مواقف۔ شریفیہ۔ حاشیہ کشاف۔ حاشیہ بیضاوی۔ شرح فرائض
سراجیہ۔ صرف میر۔ نحو میر مشہور کتب جن میں سے بعض معتبر ہونے کے سبب درس میں داخل
ہیں اور ان کا انتقال ۸۱۶ھ میں ہوا پس ان عالمِ اہلِ سنت پر یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا کہ
انہوں نے انسداد و ترک درود کی خبر حضرت امیر تیمور کو غلط دی ہوگی اور جو غلط خبر دیتے
تو اُس زمانہ کے علماء اس بہتان پر ان کی تکفیر بلکہ قتل کرا دیتے۔ اور عبد اللہ ابن زبیر کا اپنی
خلافت میں نماز میں درود کا ترک کرنا پایا جاتا ہے اور آیہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما سے آلہ
کا لفظ نکالا گیا ہے۔ غرض خلفائے ثلاثہ اور بنی امیہ و بنی مروان و بنی عباس کی عداوتوں
پر یقین ہے کہ جرجانی صاحب کی یہ خبر ضرور صحیح ہے اور انسداد درود کے بانی قطعی حضرات
شیخین تھے۔ اب رہی یہ حجت کہ کتب میں اس انسداد کا پتہ نہیں تو رسول اللہ کی آخری
وصیت اور عقبہ ذی فتق کے قاتلان رسول کے اسمائے گرامی اور زہر خورانندہ رسول کے اسمائے گرامی
جہاں دفن ہیں وہیں انسداد صلواۃ آل محمد کے استاد کا بھی مزار ہے۔

فضائل جرجانی

ذم دوم در نجاست و تولا

یأمرون بالمنکر منافقین بری باتوں کا حکم دیتے ہیں اور دین کے منافقین کی

بکثرت علماء نے کتّے کی نجاست سے انکار نہیں کیا بلکہ اُس کے جھوٹے سے وضو کی اجازت دی جن میں امام مالک و سفیان ثوری امام زہری و عکرمہ اور میاں بخاری بھی ہیں چنانچہ بخاری کتاب الوضوء باب الماء الّذی یغسل بہ شعر اور اسی کتاب کے باب اذا شرب الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعًا یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ جب کتّا تمہارے برتن میں پی لے تو اُسکو سات بار پاک کر لیا کرو۔ مترجم مولوی وحید الزمان نے لکھا ہے کہ امام بخاری کے نزدیک اس حدیث سے کتّے کی نجاست نہیں ثابت ہوتی دوم کتّا سور سے زیادہ نجس نہیں اور سور کا جھوٹا برتن تین دفعہ پاک کرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مراد یہ کہ رسول اللہ نے معاذ اللہ غلط کہا۔ کتب منافقین میں خلاف احکام خدا و رسول ایسے بلکہ ان سے بدتر احکام ہیں۔

دوم منافقین اپنے ذاتی نقصان دینے والوں کے تو جانی دشمن ہیں اگر ان کا بس چلتا ہے تو اپنے دشمنوں کو جوتیاں بھی مارتے ہیں ان کو ہر طرح ذلیل کرتے ہیں اور جیل خانہ پہنچواتے ہیں لیکن رسول اللہ کے دشمنوں کی بُرائی کی بھاپ نہیں نکلنے دیتے بلکہ اُن دشمنانِ خدا و رسول کی عزّت افزائی کے لئے جوتی بیزار کرتے اور فوجداری میں مقدمہ دائر کرنے میں دریغ نہیں کرتے اور یہ عقلی بات ہے کہ جب تک بدوں کی بدی ظاہر نہ کی جائے لوگ نقصان سے بچ نہیں سکتے۔ منافقین کے اس عمل نے اسلامی نسلوں کو تباہ کیا اور خود بھی تباہ ہوئے اسلام کو ذلیل کیا جن ظالموں نے بعد رسول خلاف قرآن اُن کے ازواج کے نکاحوں کو جائز کر دیا۔ جنہوں نے آیہ رجم کو قرآن سے خارج کر کے زنا کو عام کر دیا۔ قرآن سے تمسخر اور نماز کو ذلیل کر دیا جن بنیادوں پر اُنکے مقلد علماء نے ماں۔ بہن۔ بیٹی۔ خالہ۔ پھوپی کو حلال کر دیا۔ روزہ۔ نماز۔ حج کو وہ ذلیل کیا کہ کوئی شریف آدمی ان کا بھولکر نام بھی نہ لے۔ چنانچہ ان تینوں اعمال کی ایک ایک مثال لکھ دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

زمانہ خلفائے ثلاثہ میں نماز میں جو تغیّرات و تبدّلات ہوئے وہ تو آپ اجمالی طور پر جرم دوم میں سُن چکے پس ان ہی بنیادوں پر فقہائے مابعد نے جو کچھ ان کے نقشے

اپنے اجتہادوں میں کھینچے ہیں وہ بھی عجیب ہیں چنانچہ ہدایہ جلد اوّل کتاب الصلوۃ صفحہ ۷۰ سطر ہفتم میں ہے۔ وان تعمد الحدث فی ہذہ الحالۃ او تکلم او عمل عملاً ینافی الصلوۃ تمت صلوۃ یعنی اگر کوئی عمداً حدث (یعنی گوز مارے) ایسی حالت میں (یعنی بعد تشہد قبل سلام) یا کلام کرے یا کوئی ایسا عمل کرے جو خلاف نماز ہو تو اُسکی نماز پوری ہو جاتی ہے انتہیٰ

شرح وقایہ جلد اول باب الحدث فی الصلوۃ صفحہ ۱۴۴ سطر دو میں ہے۔ ولو احدث عمداً بعد التشہد ما ینافی الصلوۃ تمت یعنی اگر کوئی شخص عمداً حدث (یعنی گوز) مارے تشہد کے بعد یا کوئی ایسا عمل کرے جو حالتِ نماز کے خلاف ہو تو نماز ادا ہو جائے گی۔

فتاویٰ قاضی خاں جلد اول فصل پنجم فسادات صوم میں ہے۔ وکذا اذا جامع بہیمۃ و لم ینزل او میتۃ و لم ینزل او ناکح بیدہ و لم ینزل و جامع فیما دون الفرج و لم ینزل وان انزل فی ہذہ الاوجوہ کان علیہ القضاء دون الکفارۃ لوجود قضاء الشہوۃ بصفۃ النقصان ومن الناس من قال لا یفسد صومہ فی الاستمتاع بالکف وہل یباح لہ ان یفعل ذلک فی غیر رمضان ان اراد الشہوۃ لا یباح وان اراد تسکین الشہوۃ قالوا نرجوان لا یکون اثما۔ یعنی اگر جماع کرے چوپائے یا مردے سے مگر انزال نہ ہو یا فرج کے علاوہ کسی موضع میں جماع کرے اور انزال نہ ہو تو روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر ان صورتوں میں انزال ہو جائے تو روزہ کی قضا ہے کفارہ نہیں ہے کیونکہ ان صورتوں میں حاجت روائی ناقص طور پر ہوتی ہے اور بعض فقہا اس کے قائل ہیں کہ ان صورتوں میں روزہ فاسد بھی نہیں ہوتا بوجہ مشت زنی کے اور آیا مکلف کو رمضان کے علاوہ جلق کی اجازت ہے تو اگر جلق بغرض مسرت لگایا ہے تو جائز نہیں اور اگر شہوت بجھانے کی غرض سے ہو تو اس کا عامل گنہگار نہ ہوگا۔ انتہیٰ

فتاویٰ قاضی خاں جلد اوّل کتاب الحج فصل فیما یجب علی المحرم بارتکاب المحظور صفحہ ۱۳۷ سطر ۱۴ میں ہے لوطی فی الدبر بمنزلۃ الوطی فی القبل فی قول ابی یوسف ومحمد واحدی الروایتین عن ابی حنیفۃ الوطی فی الدبر لا یفسد الحج یعنی حاجی کے لئے ایام حج میں قبل یا دبر میں جماع کرنیکا جرم ابو یوسف اور محمد کے نزدیک یکساں ہے اور ایک روایت میں ابو حنیفہ کے نزدیک بھی اور دوسری روایت ابو حنیفہ سے یہ بھی ہے کہ ایام حج میں وطی فی الدبر کرنے سے حج

فاسد نہیں ہوتا غرض اُن دشمنانِ خدا و رسول کے ایسے ہی اعمال تھے جو اُن کے مقلد فقہا رنے ایسے ناپاک اجتہاد کرکے اُمتہ محمدیہ کو بداخلاق و بے حیا بنایا مگر منافقین اُنکے ایسے بُرے اعمال جانکربھی اُن کی تقلید و اتّباع ترک نہیں کرتے۔

مدح سوم در حلت متعہ و منع غسل رجلین

وینھون عن المنکر مومنین بُرے کاموں سے روکتے ہیں اور روکیں گے اس خبر کے مطابق ہر زمانہ کے مومنین حرام و زنا سے بچنے کا حکم دیتے رہے اور اب بھی ایسا ہی حکم دیتے ہیں۔ لیکن جو طبائع ان سخت احکام کی برداشت نہیں کر سکتے اور نہ بعض کی مفلسی منکوحہ کے اخراجات کی برداشت کر سکتی ہے اُس موقع پر مومنین ذکور و اناث کو متعہ کی اجازت دیتے ہیں جیسا کہ حکمِ خدا ہے فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضہ یعنی جب تم اُن عورتوں میں سے متعہ کر لو تو اُن کا مقرر کیا ہوا مہر اُن عورتوں کو دیدو اس حکمِ خدا میں یہ حکمت ہے کہ مرد و عورت جو ناجائز تعلقات سے ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔ خاندانوں میں عداوتیں پھیلتی ہیں اور اولاد بن باپ کی ہو کر محتاج اور بے تعلیم و بے ہنر رہ جاتی ہے یہ خرابیاں واقع نہ ہونگی تو قوم آسودہ رہے گی اور جب ولد الحرام موالید کی ولادت بند ہو جائیگی تو جو لوگ محمدؐ و آلِ محمدؐ کی عداوت کا بیج بو گئے ہیں وہ فنا ہو جائیگا۔ سب اسلامی فرقے ایک دل اور ہم عقیدہ ہو کر اسلام کی من مانی ترقی کریں گے اور یہہ جو اب ہو رہا ہے کہ ذیحجہ کا مہینہ آیا اور مخالفانِ اسلام نے مجالس عزائے حُسینؑ کے انسداد کے لئے اشتہار شائع کرنے شروع کر دئے یہ فضول خرچی اور پیروانِ عترتِ رسول کی دل آزاری موقوف ہو جائیگی۔

بعض احمق مسلمان متعہ کو رنڈی بازی کہدیتے ہیں معاذ اللہ تو ایسے نادانوں کو مومنین کافر سے بدتر سمجھتے ہیں کیونکہ کفار قریش نے بھی رسول اللہؐ کی توہین ایسے کھلے الفاظ میں نہیں کی۔ اگر منافقین اپنی کُتب کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ رسول خدا نے حضرت عائشہ سے متعہ کیا تھا (ہفوات المسلمین) اور سنہ ہجری جو آپکی حیات کا

آخری سنہ ہے اُس میں جونیہ یا امیمہ بنت النعمان سے متعہ فرمایا (تادیب المجانین حصہ دوم) اسکے بعد زمانہ شیخین میں بعض صحابہ نے متعہ کئے حضرت عبد اللہ بن عباس حلت متعہ کا فتویٰ اپنی حیات تک دیتے رہے جنکا انتقال ۷۳ھ ہجری میں ہوا اس کے بعد اور علمائے اہل سنت حلت متعہ کا فتویٰ دیتے رہے اور خود بھی متعہ کرتے رہے۔ از انجملہ ابو خالد عبد الملک بن عبد العزیز ابن جریج کہ انہوں نے نوّے ۹۰ عورتوں سے متعہ کیا تھا اور یہ ایسے حریص متعہ تھے کہ روزانہ دن کو روزہ رکھتے اور بعد افطار ایک اوقیہ یعنی ڈہائی تولہ روغن کنجد کا حقنہ لیتے تاکہ جماع کی پوری قوت پیدا ہو جائے (تذکرۃ الحفاظ ذہبی جلد اول صفحہ ۱۵۴) اور یہ ابن جریج ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۴۹ھ ہجری میں انکا انتقال ہوا منافقین کے انسداد عقد ثانی و متعہ سے یہ نقصان ہوا کہ ایک ہزار سال سے مسلمان ہندوستان میں رہتے ہیں لیکن آج تک مسلمانوں کی مردم شماری ہندوؤں کی نسبت آدھی بھی نہیں ہے چونکہ موقوفی متعہ کے بعد حرارت ملکی اور غذائے شہوانی کی بنا پر آیہ حرمت علیکم امہاتکم وبناتکم واخواتکم الخ کو بعض طبائع نے منسوخ سمجھ لیا تھا جسکے سبب بکثرت ولدان ضیزی[۱] و مقتی[۲] پیدا ہوئے اور ان ہی کی نسلوں نے محمد و آل محمد کی عداوت کو بہت پھیلا دیا ہے۔ اس لئے اب مسلمانوں کو اس مسئلہ میں غور کر کے سمجھوتہ کر لینا چاہیئے۔

مومنین وضو میں پاؤں دھونے کو سختی سے منع کرتے ہیں کیونکہ اس حکم خدا کی مخالفت میں دو نقصان ہیں ایک گناہ بے لذت دوسرا نقصان صحت جسمانی۔ کیونکہ تغیرات طبع اور تبدلات موسمی اس کے مقتضی نہیں کہ خلاف آداب طب کار و بیکار پاؤں کو بلا لحاظ موسم و مزاج صبح و شام بھگویا جائے۔ اس عمل سے ابخرے دماغ کی طرف صعود کر کے اُسکو ماؤف کر دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر اور طبیب امراض گرم میں بھی پاؤں گرم رکھنے کا حکم کرتے ہیں۔ چنانچہ مرض ہیضہ جو صفراوی مرض ہے اس میں ڈاکٹر ہر یہ ترف

۱؎ ضیزی وہ اولاد کہلاتی تھی جو بہن بھانجی سے جنوائی جاتی تھی۔

۲؎ ولد المقتی وہ اولاد کہلائی جاتی تھی جو ماں خالہ وغیرہ کے بطن سے جنوائی جاتی تھی۔

رکھنے کا حکم دیتے ہیں۔ لیکن پاؤں کا گرم رکھنا تجویز کرتے ہیں۔

اگر اس بات کی صحت کا امتحان کرنا ہو تو ہندوستان کی اُن قوموں کو دیکھ جاؤ جو روزانہ پاؤں دھونے کی عادی ہیں تو وہ ماؤف الدماغ بھی ضرور ہیں **مثلاً** ہندو جن کے ہاں ہر موسم میں نہانا واجب ہے اور جب تک اشنان نہ کریں کھانا نہیں کھا سکتے اس کے علاوہ جب پاخانے جاتے ہیں یا بچوں کی طہارت کراتے ہیں تو علاوہ غسل روزانہ کے پاؤں بھی ضرور بھگوتے ہیں۔ **اسیطرح** منافقین کے جماعہ فرقے ہر موسم میں پانچوں وقت پاؤں بھگوتے رہتے ہیں پس یہی **گاذران رجلین** ہولی۔ دسہرہ۔ محرم۔ بقر عید۔ بیاہ برات کے باجے گاجے پر آپسمیں جوتی بیزار کرتے رہتے ہیں اور یہ ہی حضرات گورنمنٹ سے کبھی **سوراج** طلب کرتے ہیں اور کبھی **ترک موالات** کا ہنگامہ برپا کرتے ہیں اور کبھی **خلافت** کا اور کبھی **سول نافرمانی** کا جو ۱۹۲۹ء سے شروع اور آجتک وہ فساد باقی ہے جس میں کئی ہزار ہندو اور بعض مسلمان سزایاب ہوئے اور اکثر داخلِ جیل ہیں حالانکہ دونوں قومیں جانتی ہیں کہ سرکار کے مقابلہ کے لیئے نہ ہمارے پاس ہتھیار ہے نہ فوج نہ خزانہ نہ حکومت نہ اتفاق مگر دونوں قومیں اس دیوانگی میں اپنی ملکی تجارت و بیوپار اور اپنی اسودگی کا ستیاناس کرتی چلی جاتی ہیں اور نادانوں نے اس ناشائستہ حرکت کا نام بڑے فخر و مباہات سے **خموش مقابلہ** رکھا ہے۔ اس حرکت سے سوائے جان و مال اور تجارتی نقصان اور نقض امن کے اور کچھ نہیں **اگر سلطنت سے** اپنے جائز حقوق طلب کرتے ہیں تو بیشک طلب کریں مگر بہ آداب شاہی اور بحیثیتِ رعیت نہ کہ بصورتِ بغاوت مہربان گورنمنٹ ضرور تمہارے واجبی حقوق دیگی لیکن دونوں فرقوں میں سے ایک بھی اس بات پر غور نہیں کرتا مگر یہ کیوں۔ پس وہی غسل رجلین کا سبب۔ لہذا مذہبی نقطۂ نظر سے یہ مرض لاعلاج معلوم ہوتا ہے۔ خدا انجام بخیر کرے۔

نوٹ۔ خدا کا شکر ہے کہ فرقہ شیعہ ایسے کسی ہنگامہ میں شریک نہیں ہوا اور نہ مذہب شیعہ نقض امن کی اجازت دیتا ہے۔

اسلام میں خللِ دماغ کے مرض کی ابتدا اُن ائمہ منافقین و معتبرین سے ہوئی

ایستادہ پیشاب کرنیوالے غسل رجلین کے بانی ہیں

ہے کہ جو اونٹوں اور مویشی میں رہتے رہتے ناک کان کے آدمی رہ گئے تھے باقی ان میں صفات انسانی بہت کم تھے۔ چونکہ رات دن حیوانات کو دیکھتے تھے کہ وہ کھڑے کھڑے پیشاب کر دیتے ہیں پس بحکم "الصحبت تاثرہ ولو کان ساعۃ" یہ بھی جانوروں کی طرح پیشاب کرنے کے عادی ہو گئے تھے چنانچہ فتح الباری اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ وغیرہ میں جناب عمر فاروق کا یہ مقولہ ہے البول قائما احصن الدبر ایضاً "البول جالس ار خالدبر" چونکہ یہ بھی ایک طویل بحث ہے جس کی اس مختصر میں گنجائش نہیں لہذا اگر اس کی پوری بحث دیکھنی ہو تو ہماری کتب مناظرہ "رافضی بارافضی" یا "ہفوات المسلمین" میں دیکھ لی جائے۔ جہاں ایستادہ موتنے والوں کے نام بھی باسناد موجود ہیں اور بخاری وغیرہ میں جو ویل للعقاب کے ہم معنی احادیث ہیں تو ایسی سب ایستادہ موتنے والوں کی عیب پوشی کیلئے ہیں چونکہ وہ ایستادہ موتتے تھے تو ان کے پاؤں پر چھینٹیں پڑتی تھیں تو رسول اللہ کی نگرانی کے سبب پاؤں ان کو دھونے پڑتے تھے لیکن زمانہ رسول میں غسل رجلین قبل وضو ہوگا کیونکہ وضو طہارت زائدہ کا نام ہے نہ یہ کہ پاؤں ناپاک رکھ کر وضو کیا جائے اور آخر وضو میں پاؤں دھوئے جائیں یہ بالکل غلط اور عقل کے خلاف۔ کیونکہ جیسے نجاست دور کرنیکے بعد غسلِ جنابت صحیح ہوتا ہے اسی طرح پاؤں کی پہلے نجاست دور کرنے کے بعد وضو صحیح ہوگا۔

تبصرہ در لغویت غسل رجلین

بعض مذہبی دیوانے انقلاب شریعت سے بےخبر کہتے ہیں کہ ہماری کتب صحاح و معتبرہ میں پاؤں دھونے کی احادیث بکثرت ثقہ راویوں سے منقول ہیں جن میں سے بعض کا درجہ تواتر کا ہو سکتا ہے تو کیا یہ ممکن ہے کہ وہ سب احادیث غلط ہوں پس ہم کب کہتے ہیں کہ وہ سب غلط ہیں ان میں بہت سی صحیح ہیں لیکن جن احادیث سے یہ پایا جاتا ہے کہ رسول اللہ نے خلاف قرآن بغیر استثنا سب کو پاؤں دھونیکا حکم دیا ویسی سب احادیث غلط اور دور کیوں جاؤ بکثرت احادیث وسیرسے معلوم ہوتا ہے کہ

بوقت نکاح عمر عائشہ ۱۶ سال

نکاح کے وقت جناب عائشہ کی عمر چھہ سال کی تھی اور زفاف کے وقت نو سال کی۔ حالانکہ محض غلط اور رسول اللہ پر بہتان بلکہ کُتب سے ثابت ہے کہ نکاح کے وقت جناب عائشہ کی عمر ۱۶-۱۷ سال کی تھی اور زفاف کے وقت ۱۹ سال (تادیب الجاہلین حصہ دوم) مگر یہ الزامی جواب ہے۔

حقیقی جواب یہہ ہے کہ پارہ چھہ رکوع ۱۱ میں ہے فاحکم بینہم بما انزل اللہ یعنی اے پیغمبر جیسا ہمارا حکم نازل ہوا ہے ویسا حکم کر واسی رکوع میں تین تاکیدات ہیں ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولٓئک ھم الکافرون اور دوسری میں ظالمون اور تیسری میں فاسقون فرمایا گیا ہے یعنی جیسا خدا کا حکم نازل ہوا ہے اُسکے مطابق حکم نہ دیں تو وہ کافر ہیں۔ ظالم ہیں۔ فاسق ہیں اور پارہ ۱۱ رکوع ۷ میں ہے قل ما یکون لی ان ابدلہ من تلقاء نفسی ان اتبع الا ما یوحی الی انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم یعنی اے پیغمبر تم کہدو کہ میری کیا مجال کہ میں اُسے اپنی طرف سے بدل دوں میں تو اُسکی پیروی کرتا ہوں کہ جسکی مجھے وحی کیجاتی ہے اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو قیامت کے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں انتہی غرض قرآن میں خدا کے ایسے حکم اور پیغمبر کے اتباعِ وحیِ خدا کے اقرار بہت سے ہیں پس ایسے احکام سخت اور اقرار واثق کی صورت میں ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ پیغمبر خدا نے پاک پاؤں رکھنے والے کو بھی آخر وضو میں خلاف حکم خدا پاؤں دھونے کا حکم دیا ہو اس بنا پر دعوے سے کہا جاتا ہے کہ خلاف حکم قرآن جسقدر احادیث ہیں وہ سب جھوٹی اور رسول اللہ پر بہتان ہیں چونکہ رسول اللہ کو علمِ نبوت سے معلوم ہو چکا تھا کہ منافقین میرے نام سے جھوٹی حدیثیں بنا کر مجھے رسوا اور اسلام کو خراب کریں گے اس لیئے رسول اللہ نے سچی احادیث کا یہی معیار بتا دیا جو فریقین کی کتب میں موجود ہے چنانچہ تفسیر احمدی صفحہ ۳ اور اسکے علاوہ اور کتب اہلسنت میں یہ معیار حدیثِ صحیح موجود ہے جسکے مشہور الفاظ یہ ہیں تکثر لکم الحدیث من بعدی فاعرضوا علی کتاب اللہ فما وافق کتاب اللہ فخذوہ وما خالف فردوہ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ میرے بعد بہت سی احادیث تم پر پیش ہونگی

معیار صحیح حدیث

پس تم اُن کا کتاب خدا سے مقابلہ کر کے جانچ کر لینا اگر وہ احادیث کتاب خدا کے موافق ہوں تو اُن کو قبول کر لینا اور جو مخالف قرآن ہوں تو اُن کو پھینک دینا۔ چونکہ حدیث میراث نحن معشر الانبیاء الخ کے ایجاد نے منافقین کو خلاف قرآن احادیث پر عمل کرنے پر مجبور اور عادی بنا دیا ہے۔ اس لئے منافقین کو منع غسل رجلین پر تعجب ہوتا ہے پس اگر خلافِ قران احادیث نکال دی جائیں تو اسلام اور اہلِ اسلام کی ترقی کی کوی حد نہیں ہو سکتی۔

ذم سوم در حرمتِ تقیہ

وینہون عن المعروف اور منافقین معقول باتوں سے روکتے ہیں اور اور روکیں گے مثلاً تقیہ کہ جسپر تمام دنیا اور سلطنتوں بلکہ خدائی قوانین کا دارومدار ہے اور خود منافقین کے مرد و عورت کا عمل ہے اسی کو منافقین حرام بتاتے ہیں گویا خدائی قانون کو مٹانا چاہتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ منافقین دو طرح کے حرام کار ہیں ایک تو خلافِ دعوی و عقیدہ خود تقیہ کرتے ہیں اور دوسرے حلال خدا کو حرام بتانے کے سبب سے **ظاہر** ہے کہ منافقین پاجامہ پہنتے ہیں اور اُس میں کچھ چھپاتے ہیں اور ضرورت کے وقت لوگوں پر اس کو ظاہر بھی کر دیتے ہیں اور عام نظروں سے جورو بیٹی کو چھپاتے ہیں اور نامحرم پیروں کے سامنے بھی کر دیتے ہیں۔ بیٹیوں کی شادی دھوم سے کرتے ہیں تاکہ بیٹی پر بدچلنی کا الزام نہ آئے۔ توپ۔ گولہ۔ بندوق۔ تمنچہ وغیرہ کی زد سے نوک دم بھاگتے ہیں۔ جائداد کے حصول و قبضہ کیلئے مقدمہ لڑاتے ہیں۔ حفاظت و قیام مذہب کیلئے اتنی حمایت رسول اللہ کی نہیں کرتے جسقدر خلفاء ثلاثہ کی حفظِ آبرو کا اہتمام کرتے ہیں ان دہرے حرام کاروں میں بعض بامیدِ جنت و بخوفِ دوزخ اسلامی اعمال بجالاتے ہیں۔ واجبات حیات اور فرائض حقوقِ عباد ادا کرنے کے لئے نوکری۔ زراعت و تجارت اور پیشے کرتے ہیں غرض سب طرح کے تقیے کرتے ہیں لیکن شیعہ کے مقابلہ میں تقیہ کو حرام بتاتے ہیں جو حرام بتانا بھی فی الحقیقت تقیہ ہے۔ کیونکہ تقیہ کو حرام کہہ کر خلفائے ثلاثہ کی آبرو بچاتے ہیں تاکہ عزتِ

رسول پر انکا ظلم کرنا ثابت نہ ہو اور وہ بے گناہ مانے جائیں لیکن بقول شخصے بکری کی ماں کب تک خیر منائے گی کیا تقیہ کے حرام بتانے سے میت رسول کی بے حرمتی چھپ جائیگی و آیہ رجم کا انسداد متعہ کی موقوفی مٹ جائیگی کیا بعد رسول بعض امہات المومنین کے نکاحوں کا واقعہ کتابوں سے خارج ہو جائیگا و رسول اللہ کی توہینی احادیث دنیا سے نابود ہو جائیں کی کیا منع میراث رسول و ضبطی موہوبہ فدک دنیا بھول جائیگی کیا واقعہ قرطاس و انحراف جیش اسامہ پہ پردہ پڑ جائے گا اور ایسے اُن کے مظالم بکثرت ہیں کہ جبکا وہ خود اشتہار دیکر اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئے وہ جو کچھ کر گئے وہ اپنا کیا پا رہے ہیں تم اپنی خیر مناؤ کہ کہیں تمہارا حشر بھی اُن کے ساتھ نہ ہو تلک امۃ قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔

بعض جاہل تقیہ کے معنی جھوٹ بولنا بھی بتاتے ہیں اُن کے نزدیک جھوٹ وہ ہے جو خلاف واقعہ بات کہی جائے اور اس خلاف واقعہ بیان کے لعنت اللہ علی الکاذبین کی نص پیش کرتے ہیں اگر منافقین کی تقیہ کی یہ تعریف اور جھوٹ کے یہ معنی صحیح ہیں تو منافقوں کے عالم جاہل سب مرے مرے بھی لعنت خدا سے نہیں چھوٹتے اول تو منافقین کی یہ خلاف واقعہ بات کہ تقیہ کے معنی جھوٹ کے ہیں جس کا ثبوت دنیا کی کسی کتاب میں نہیں جس سے وہ دعویٰ کرتے ہیں لعنت اللہ علی الکاذبین کے مستحق ہو گئے دوم منافقین روزانہ خدا سے ۳۶ دفعہ خلاف واقعہ بیان کیا کرتے ہیں جو کورا جھوٹ ہوتا ہے اور تراویح رمضان میں ۳۰ دفعہ اور زیادہ جھوٹ بولا کرتے ہیں اس کی تفصیل یہ کہ لفظ سبحان اللہ کو تسبیح کہتے ہیں اور لفظ الحمدللہ کو تحمید پس منافقین جب رکوع میں جاتے ہیں سبحان ربی العظیم کہتے ہیں اور جب کھڑے ہوتے ہیں سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہیں اور یہ بھی جھوٹ ہے کہ رکوع میں تسبیح کہی اور قومہ میں تحمید کا دعویٰ کیا جو بالکل جھوٹ منافقین کو سمع اللہ لمن سبحہ کہنا چاہئے تھا تو یہ لعنت کے مستحق نہ ہوتے مگر اب جو لوگ رکوع میں سبحان ربی العظیم کہہ کر قومہ میں سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہیں یہ سب جھوٹے ملعون ہوئے دوسرے نافرمان یعنی فاسق بھی ہوئے کیونکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے

حتیٰ تعلموا ما تقولون یعنی جب تک یہ نہ جان لو کہ ہم نے نماز میں کیا کہا اُس وقت تک نماز نہ پڑھو اور منافقین اس حکم کی تعمیل نہیں کرتے پس آیہ زیر بحث میں جو ان المنٰفقین ھم الفٰسقون ارشاد خدا ہے وہ سچ ہے۔

تنبیہہ۔ سنن ابوداؤد باب الرکوعہ و سجودہ میں ہے کہ آنحضرت رکوع میں سبحان ربی العظیم وبحمدہ اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ کہتے تھے اور **بخاری** کتاب التفسیر سورۂ اذا جاء میں جناب عائشہ سے منقول ہے کہ آنحضرت رکوع و سجود میں سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اللھم اغفرلی بہت کہا کرتے تھے۔ کنز العمال مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۷ پر ارشاد رسول ہے لا دین لمن لا تقیہ لہ یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ وہ دین ہی نہیں جسمیں تقیہ نہیں **بخاری** کتاب الاکراہ پارہ اٹھائیس کے عنوان میں جناب امام حسن بصری کا قول ہے التقیہ الیٰ یوم القیامۃ یعنی تقیہ قیامت تک کے لئے ہے۔ اس قول سے قائل کی دو مرادیں پائی جاتی ہیں ایک یہ کہ تقیہ قیامت تک جائز و واجب رہے گا دوسری مراد یہ بھی ہو سکتی ہے کہ بفرض محال اگر کوئی شخص قیامت تک تقیہ کرنے کی نیت کر لے تو وہ بھی جائز ہے **منتخب** کنز العمال مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹۵ میں ایک طولانی حدیث ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کفار مکہ کی طرف کا ایک مخبر (سی۔ آئی۔ ڈی) مسلمان بنا ہوا مدینہ میں رہتا تھا جس کی منافقت سے رسول اللہ خوب واقف تھے پس معاویہ ابوسفیان دس ہزار فوج سے رسول اللہ اور مسلمانوں کے قتل کے لئے مدینہ پر چڑھ کر آئے جس جنگ کا نام جنگ احزاب اور جنگ خندق ہے اُن ہی دنوں میں قوم بنی قریضہ جو رسول اللہ کی ہم عہد تھی اُس نے عہد شکنی کی یعنی اس نے ابوسفیان سے درخواست کی کچھ فوج ہمکو دو تو ہم مدینہ پر چڑھائی کرتے ہیں اور تم خندق کی طرف سے دھاوا کرو تو تمہارا مقصد پورا ہو جائے گا۔ پس یہ خبر جو رسول اللہ کو ہوئی تو آپ بے حد پریشان ہوئے اور سوچتے سوچتے اپنے اوس مخبر کفار کو بلایا اور اس سے باتوں باتوں میں یہ بھی فرمایا کہ اب کیا ہے ہماری فتح ہے کیونکہ ہم نے بنی قریضہ کو کہلا بھیجا ہے کہ تم ہم پر چڑھائی کرنے کے بہانے سے معاویہ سے فوج طلب کرو جب وہ آ جائے تو فوراً اُسے قتل کر دو پس یہ بات سُنی تھی کہ وہ مخبر اُڑا اور معاویہ و

ابوسفیان سے کہا کہ بنی قریضہ کی دھولس میں نہ آنا اگر حسب درخواست فوج بھیجو گے تو وہ فوراً" مار ڈالی جائے گی پس معاویہ نے فوج نہ بھیجی۔ پھر قدرت نے یہ مدد کی کہ عمر بن عبدود نامی پہلوان جو اکیلا ایک ہزار کے مقابلہ کا تھا وہ جناب علیؑ کے ہاتھ سے قتل ہوا اوپر سے قدرت نے یہ مدد کی کہ سردی اور بارش نے لشکر کا اور بھی جی چھڑوا دیا پس ان سامانوں سے اسلام اور بانیِ اسلام کی جان بچی پس اگر رسول اللہ یہ کورا جھوٹ نہ بولتے تو اسی دن سب کا خاتمہ تھا پس اب منافقین جواب دیں کہ رسول اللہ کا یہ جھوٹ حلال تھا یا حرام اگر حلال تھا تو تقیہ تھا اور جو حرام تھا تو رسول اللہ خدا کے رسول نہیں ہو سکتے کیونکہ خدا کے رسول فعل حرام کے مرتکب نہیں ہوا کرتے۔

مدح چہارم درصلوٰۃ وزکوٰۃ

ویقیمون الصلواۃ ویؤتون الزکواۃ۔ یعنی مومنین نماز قائم کرتے ہیں اور کریں گے اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور دیں گے۔ **مومنین** اُن ہی اصول وارکان کے مطابق نماز ادا کرتے ہیں جو قرآن اور عمل رسول وائمہ ہدے کے قول وعمل سے باجماع مومنان بالیقین ثابت ہیں کسی غیر معصوم اَیرے غیرے بچکلیان کے قول وعمل پر نماز ادا نہیں کرتے کیونکہ یہ عقلی بات ہے۔ "اہل البیت اعرف بمافی البیت یعنی جو گھر کی بات گھر والے جانتے ہیں وہ باہر کے آدمی نہیں جانتے اور جو بالفرض کوئی مخالف خدا ورسول گھر میں رہنے والا بھی ثابت ہو جاوے تو وہ بجہت فساد عقیدہ غیر ہے پس اُس کی بات کو سچ جاننا خطا ہے۔ **المدعا** مومنین جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو پہلے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھتے ہیں جس سے یہ مراد ہے کہ وسواس شیطانی سے خدا پناہ دے تاکہ طاعت واجب بخشوع وخضوع مرضیِ خدا کے مطابق ادا ہو جائے اور قبل تکبیر تحریم فوراً اُس ہستی مطلق کے سامنے میت کی صورت ہاتھ لٹکا کر باظہار نیستی وبے دست پائی سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں جو قیام صلوٰۃ کے اصلی معنی ہیں اور تکبیر تحریم کے بعد نماز جبری ہو یا جہری باواز بلند بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر الحمد للہ رب العالمین سے ضالین تک اسکی ساعت

آیتیں پوری کر کے مع بسم اللہ دوسری مختصر سورۃ پڑھ کر رکوع کرتے ہیں اگر دوسری رکعت ہے
تو بموجب حکم قوموا للّٰہ قانتین قنوت پڑھ کر رکوع میں سبحان ربی العظیم و بحمدہ چند بار کہتے ہیں پھر
سیدھے کھڑے ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ کہہ کر سجدہ میں جاتے ہیں اور فصل سے باطمینان استغفار
پڑھ کر دوسرا سجدہ کرتے ہیں اور دونوں سجدوں میں بایمائے سیماھم فی وجوھھم۔ سبحان ربی الاعلیٰ
و بحمدہ چند بار کہتے ہیں مگر ہر رکن صلوٰۃ کے مواقع مقررہ میں رفع یدین کرتے رہتے ہیں
اگر دو رکعتی نماز ہے تو تشہد اور صلوٰۃ کے بعد پیغمبر خدا اور صالحین یعنی ائمہ علیہ السلام
پر بموجب حکم سلّموا تسلیما سلام کر کے تین تکبیروں پر نماز ختم کرتے ہیں مگر آیہ رجم کے اخراج
اور موقوفی متعہ کے زمانے سے خلاف عمل رسول منافقین نے نماز میں جو حرام جانوروں
کی نشست و برخاست اختیار کر رکھی ہے مومنین اس ایجاد و اختراع سے بچتے ہیں
یعنی حلال جانوروں کی طرح پہلے ہاتھ ٹیک کر نماز میں مطابق عمل رسول نشست و
برخاست کرتے ہیں چنانچہ بخاری کتاب الصلوٰۃ پارہ ۴ باب کیف یعتمد علی الارض اذا
قام من الرکعۃ میں بھی عمرو بن سلمہ سے ایسا ہی منقول ہے واذا رفع راسہ من السجدۃ
الثانیہ جلس واعتمد علی الارض ثم قام یعنی عمرو جب دوسرے سجدہ سے سر اٹھاتے تو بیٹھ
جاتے اور پھر زمین پر ہاتھ ٹیک کر اٹھتے تھے اور جو سہ رکعتی یا چہار رکعتی نماز ہے تو
بعد تشہد و صلوٰۃ کھڑے ہو کر سبع مثانی یا سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر تین
بار پڑھ کر بغیر قنوت بدستور مذکورہ نماز کا ختم تکبیرات پر کرتے ہیں مگر تکبیر تحریم کے وقت
سے ختم نماز تک انحراف قبلہ نہیں کرتے کیونکہ نماز کے لیئے چار شرطیں واجب ہیں۔ جسم پاک
جامہ پاک۔ جائے پاک۔ رو بقبلہ اگر ان میں سے ایک شرط بھی ترک ہو جائے تو نماز
ادا نہیں ہوتی کیونکہ فات الشرط فات المشروط اور سورہ روم میں ہے واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ
ولا تکونوا من المشرکین یعنی خدا سے ڈر کر درستی سے نماز پڑھو اور مشرک نہ بنو۔

زکوٰۃ کے معنی راہ خدا میں مال خرچ کرنا اور اصطلاح شرع میں وہ خرچ جو مال
پر سال گزرنے کے بعد اسکا چالیسواں حصہ غیر مستطیع لوگوں کو واجب سمجھ کر دیا جائے
اور خمس کہ وہ بھی راہ خدا کا خرچ ہے تو اپنی ہر جائز آمدنی کا پانچواں حصہ بلا قید مدت

خاص سادات بنی فاطمہ کو ان کا حق سمجھ کر دیا جائے اس میں غیر سادات کا حق نہیں کیونکہ غیر سادات کیلئے صدقات کی اور کئی مدیں ہیں اور بنی فاطمہ کے لئے صرف خمس ہی ہے اور ادائے خمس کو زکوٰۃ کے مطابق واجب جانتے ہیں۔

ذم چہارم در قبضِ یدین

ویقبضون ایدیہم۔ چونکہ یہ فقرہ صلوٰۃ و زکواۃ کے مقابل کا ہے تو اسکے دو معنی ہیں ایک حقیقی اور دوسرے مجازی۔

معنی حقیقی اور منافقین نماز میں ہاتھ پکڑتے ہیں اور پکڑیں گے۔

معنی مجازی اور منافقین راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے ہاتھ روکتے ہیں اور روکیں گے زمانہ حال و استقبال میں۔

اس فقرہ سے قرآن کی جانچ ہو سکتی ہے کہ یہ عالم الغیب کا کلام ہے کہ نہیں اگر رسول اللہ کے زمانہ سے آجتک اسلام میں ایسے لوگ پائے جائیں کہ وہ نماز میں اپنے ہاتھ پکڑتے ہیں تو بیشک خدا سچا عالم الغیب اور قرآن کلام عالم الغیب ہے ورنہ دونوں دعوی غلط مگر اسلام میں سواد اعظم فرقہ بحالت صلوٰۃ قبض یدین کرتا ہے لیکن خمس نہیں دیتا اور نہ اُسکو واجب مانتا ہے۔ پس دونوں دعوی صحیح اور قبض یدین کرنے والے قطعی منافق۔

جیسے حکم خدا سے زکواۃ واجب ہے اُسی طرح خمس بھی واجب ہے اور وجوب خمس کیلئے دسویں پارہ کی پہلی آیت یہ ہے واعلموا انما غنمتم من شئ فان للّٰہ خمسہ وللرسول ولذی القربیٰ والیتمیٰ والمساکین وابن السبیل ان کنتم آمنتم باللّٰہ وما انزلنا علیٰ عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعان۔ یعنی اور یہ خوب جان لو کہ جب کسی طرح سے مال تمہارے ہاتھ آئے تو اُسکا پانچواں حصہ خدا اور رسول اور اس کے قرابتی اور اس کے یتیموں اور اسکے مسافروں کا حق ہے بشرطیکہ تم اللہ پر ایمان لائے ہو اور اُسپر جو ہم نے اپنے بندے پر فیصلہ کے دن مدد نازل کی تھی جس دن دو گروہوں کی مڈبھیڑ ہوئی تھی (یعنی جنگ اُحد

میں کہ فوج ملائکہ آئی تھی) پس ان پانچویں حصوں کے چھہ حصے کیئے جاتے ہیں جنمیں سے خدا ورسول اور امام کا حصہ ذات امام منصوص کیلئے اور باقی تین حصوں میں امام کے ذوی القربیٰ ویتیم ومسکین ومسافر اور جو ان سے بھی بچے تو اُسکا صرف حسب رائے امام ہوگا چونکہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ ادائے خمس لوازم اور علامت ایمان سے ہے اور ایمان ایسی ضروری شئے ہے کہ وجود اسلام تک اسکا بھی وجود ہے اور وجود اسلام قیامت تک تو وجوب خمس بھی قیامت تک مومنین پر واجب ہے اور جو اسلامی فرقہ زکوٰۃ کو واجب اور خمس کو ناواجب جانتا ہے تو ایسا عقیدہ رکھنے والا "یومنون ببعض الکتاب ویکفرون ببعض" کا مصداق ہے مراد یہ ہے کہ جو خدا کے کسی حکم کو مانتا ہے اور کسی حکم کو نہیں مانتا تو وہ بحکم قران کافر اور ایسا عقیدہ عداوت محمدؐ وآل محمدؐ پر دال ہے کیونکہ موذیان رسول نے خمس کو صدقہ مشہور کرکے عترتِ رسول کے محتاج رکھنے کی ایک یہ بھی تدبیر کی تھی جس راز کو بہت سے مسلمان نہیں جانتے بدیہی بات ہے کہ شامتِ اعمال سے فرض خدا کا ادا نہ کرنا اور بات ہے اور اُسکو واجب نہ سمجھنا اور بات جو یقیناً کفر ہے۔

نوٹ منافقین کی کتب سے خمس کا وجوب نہیں پایا جاتا اور نہ ان کے ہاں اسکا چلن ہے پس قیاساً معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سجاح نبیہ کے مہر کے معاوضہ میں مسیلمہ کذاب نے اپنی اور اپنی زوجہ سجاح کی امت پر عشا اور صبح کی نمازیں معاف کردی تھیں اسی طرح حضرات شیخین نے اپنی خلافتوں کی بیعت کے معاوضہ میں خمس کی تقاوی دی ہے۔

موقوفی خمس بعوض بیعت شیخین

شمہ منافقین

ویقیمون الصلوٰۃ کے مقابل جبکہ یقبضون ایدیہم کا فقرہ ما جاتا ہے تو ارسال الیدین اور قبض یدین دونوں عمل قیام صلوٰۃ میں ادا ہوتے ہیں جسمیں مومن ومنافق یکساں ہیں دوم ارسال الیدین بعض فرقہ اسلام میں فعل رسول ثابت بھی نہیں ہے۔ سوم اس چوتھے فقرہ میں صلوٰۃ کا لفظ بھی یقبضون ایدیہم کے ساتھ نہیں ہے اس لئے نماز میں قبض یدین کی منافقین سے تخصیص صحیح نہیں ہے۔

الجواب

تعبدی احکام و اعمال خدا کی طرف سے ہیں جس میں رسول کو دخل نہیں ہاں بعض احکام وحی متلو سے ہیں اور بعض غیر متلو سے چونکہ منافقین کی صفات میں قبض یدین کی صفت بیان ہوئی ہے تو اس بدیہی قرینہ سے واضح ہے کہ عمل قبض یدین نہ حکم خدا سے ہے اور نہ حکم رسول سے بلکہ قبض یدین منافقین کا ایجادی عمل ہے۔ دوم منافقین کی نماز حقیقتہً نماز ہی نہ تھی جو کسی اصل رکن نماز کے ساتھ یقبضون ایدیھم کا ذکر کیا جاتا کیونکہ منافقین کے بعض اوباش پچھلی صفوں میں رہ کر عورتوں کو اپنی بغلوں میں سے جھانکتے تھے جن کی شرکات میں ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین نازل ہوئی۔ (ترمذی جلد دوم کتاب التفسیر سورہ توبہ) یعنی بیشک خدا نے جان لیا آگے بڑھ جانے والوں کو اور پیچھے رہ جانے والوں کو اور بعض بدمعاش اقتدا لئے پیغمبر میں عمل تکفیر یعنی بتوں کی پوجا کرتے تھے جسکا ذکر آئندہ آنے والا ہے انشاءاللہ تعالیٰ۔ اسکے علاوہ نماز منافقین کا حال جو کچھ خدا نے قرآن میں فرمایا ہے وہ بھی سن لو۔

کیفیت نماز منافقین

پارہ دس رکوع ۱۴ پارہ میں ہے لایاتون الصلوٰۃ الا وھم کسالیٰ یعنی منافقین نماز کے لئے نہیں آتے مگر نہایت بیدلی سے اور سورہ نساء رکوع ۲۰ میں ہے واذا قاموا الی الصلوٰۃ قاموا کسالیٰ یراؤن الناس ولا یذکرون اللہ الا قلیلا مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء یعنی جب منافقین نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو جی چھوڑے ہوئے (اور وہ کھڑا ہونا بھی) لوگوں کے دکھانے کے لئے اور انکی نماز یہ ہے کہ وہ ذکر خدا بہت کم کرتے ہیں اور کریں گے اور حقیقتاً وہ (اقرار اسلام کر کے) پشیمان ہیں کہ کہاں آپھنسے) نہ وہ ادھر ہیں نہ وہ ادھر اتھی۔ اور ان کے مذبذب ہونیکی خبر پارہ اول رکوع ۲ میں اسطرح ہے واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن یعنی جب مومنین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم بھی ایمان لائے ہیں

اور جب تنہائی میں اپنے شیاطین سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو مسلمانوں سے مسخرا پن کرتے ہیں انتہی۔

آیہ سورہ نساء میں لا یذکرون اللہ الا قلیلا کا فقرہ بھی خبر غیب ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ منافقین نماز میں ذکر خدا کم کرتے ہیں اور کم کریں گے تو اسکی بھی تنقیح کر لینی چاہیئے کہ کم کرتے ہیں یا مومنین کے برابر تو ذکر خدا کی کمی کی شکایت رسول اللہ کے زمانہ کی تھی اور انکے بعد کا تو کیا پوچھنا ہے کہ نماز خدا میں منافقین کیا کیا اعمال کرتے تھے۔ چنانچہ بدیع دوم میں نماز خدا کا گیند غلیطہ آپ بزبانی انس بن مالک اور عمران بن حصین سن چکے کہ نماز رسول کو ہی پلٹ مارا تھا لیکن منافقین کے بڑے گرو حضرت عمر کی نماز کی کیفیت اُن خرابیوں کے علاوہ تھی کہ آپ حالت نماز میں شہر بحرین کے جزیہ کا حساب کر لیتے تھے اور کبھی آپ بحالت صلوٰۃ نماز ہی میں لشکر طیار کر کے روانہ فرما دیتے تھے اور کبھی آپ بحالت صلوٰۃ تجارتی قافلہ ملک شام میں پہنچا کر اور اونٹوں کے پالان تک بھیجکر مصلے پر ڈٹے رہتے تھے اور اور اس تخیلہ امامت سے امام اور مقتدی دونوں کی نماز صحیح ادا ہو جاتی تھی اور کبھی جہری نماز میں قرأت فی سبیل اللہ چھوڑ دی جاتی تھی اور جب چاپ انحراف قبلہ کر کے اپنے شاہی کاروبار میں مشغول ہو جاتے تھے۔

یہ نماز تو منافقین کے سلف صالح اور امام امت کی تھی۔ لیکن اب ان کے اخلاف کی نماز کا صرف آغاز دیکھ کر لا یذکرون اللہ الا قلیلا کی خبرِ غیب کی تصدیق کر لو۔ غایۃ الاوطار ترجمہ درمختار جلد اوّل کتاب الصلوٰۃ باب صفۃ الصلوٰۃ صفحہ ۲۲۶ پر ہے ولو شرع بمشوب بحاجۃ کتعوذ وبسملۃ وحوقلۃ واللھم اغفر لی وذکر عند الذبائح لم یجز۔ اس عبارت کا حاصل تفسیر ترجمہ مولوی محمد حسن صاحب نانوتوی نے یہ فرمایا ہے اگر نماز کو شروع کیا اُن (الفاظ) سے جو مخلوط ہیں نماز کی حاجت کے ساتھ تو شروع نماز کا درست نہیں جیسے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا۔ اور جیسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے (نماز کا) شروع کرنا کہ یہ بھی برکت کے واسطے ہے تو گویا یوں کہا کہ الٰہی تو میرے واسطے برکت کر اور جیسے لاحول ولا قوت سے نماز کا شروع کرنا تو واقعاً یہ بھی دعا ہے تو گویا یوں کہے گا کہ آلہی تو مجھے اپنی (یعنی

میری) معصیت سے پھیر دے اور اپنی طاعت پر قوت دے کہ سوائے تیرے اور کسی کو طاقت نہیں اور اللھم اغفرلی کہنا صریح دعا ہے معفرت کی ان سب سے نماز کا شروع کرنا جائز نہیں یا ذکر کیا اللھم اغفرلی کو ذبح کے وقت تو ذبح درست ہوگا انتہی بلفظہ دیکھئے سورہ طٰہٰ میں جو خدا نے فرمایا ہے اقم الصلوٰۃ لذکری یعنی نماز کو قایم کر میری یاد کے لیئے اور محققین نے یہ تعمیل کی جو ابھی اوپر گزری۔ جس سے قرآن کی خبر غیب لا یذکرون اللّٰہ الا قلیلا ثابت ہوچکی باقی صاحب درمختار کی زٹل سے ہمکو بحث نہیں۔

موطا امام مالک باب العمل فی جامع الصلوٰۃ صفحہ ۲۷ہ میں نعمان بن مرہ سے منقول ہے آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ تم لوگون کی کیا رائے ہے اُس شخص کے بارہ میں جو شراب پیئے اور چوری کرے زنا کرے صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور رسول بہتر جانتے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ سب سے زیادہ بری چوری نماز کی ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ نماز کی چوری کیا ہے آپنے فرمایا رکوع وسجود کا باطمینان ادا نہ کرنا انتہی اس حدیث سے صرف رکوع وسجود کو باطمینان ادا نہ کرنیوالوں کو رسول اللہ نے چور فرمایا ہے۔ اور رسول اللہ سے آجتک جن لوگون نے بحالت صلوٰۃ ترک بسم اللہ ترک رفع الیدین ترک ارسال الیدین ترک تحمید بہ کوع وسجود ترک قنوت ترک تکبیرات بروقت ختم نماز اتنے ترک کر رکھے ہیں تو ان کا داخلہ جیب کترون میں ہوگا یا ڈاکوؤں میں

یقبضون ایدیہم کی اصلی بحث

تحقیق عمیق سے قبض یدین کے تین طریقے پائے جاتے ہیں جنکے نام تعلیق۔ تطبیق۔ تکفیر ہیں نواب وحید الزمان مترجم بخاری نے کتاب الاذان بخاری کے حاشیہ پر تعلیق کے یہ معنی لکھے ہیں کہ بحالت صلوٰۃ دونو ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک میں ایک ڈالکر دونون زانو میں رکھی جائیں تو اُسکا نام تعلیق ہے۔ مگر بخاری کی حدیث مندرجہ باب تشبیک الاصابع فی المسجد سے یہی تعریف تشبیک کی معلوم ہوتی ہے۔ مگر نہایہ ابن اثیر میں اسکو تطبیق بتایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں التطبیق فی حدیث ابن مسعود انہ کان یطبق فی صلوٰۃ

هوان یجمع بین اصابع یدیه ویجعلهما بین رکبتیه فی الرکوع والتشهد یعنی
حدیث ابن مسعود میں ہے کہ وہ نماز میں تطبیق کرتے تھے (اور تطبیق سے یہ مراد ہے) کہ آدمی
اپنے ہاتھوں کی انگلیاں باہم ملا کر دونوں گھٹنوں میں رکھے رکوع اور تشہد میں اور بحرین
میں ہے التطبیق فی الصلوٰۃ جعل الیدین بین الفخذین فی الرکوع یعنی بحالت صلوٰۃ
دونوں ہاتھ ملا کر دونوں رانوں میں رکوع کے وقت رکھنا تطبیق ہے اور ترمذی
جلد اوّل باب ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء فی وضع الیدین علی الرکبتین فی الرکوع
کی عبارت سے بحرین کی سند ہم معنی معلوم ہوتی ہے اور اس باب میں عبدالرحمٰن سلمی
سے منقول ہے کہ جناب عمر نے فرمایا کہ حالت رکوع میں تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تم اپنے گھٹنے پکڑ لو
اس حدیث کی شرح میں مولوی بدیع الزمان مترجم ترمذی لکھتے ہیں کہ عمل تطبیق منسوخ
ہے لیکن متن حدیث میں تطبیق کے لئے کوئی لفظ نہیں دوم مترجم کو منسوخ کہنے سے اُسکا
ناسخ یا آمر و ناہی ظاہر کرنا چاہیئے تھا وہ نہیں کیا جس سے شبہ ہوتا ہے کہ خدا نے یا رسول
نے پہلے تطبیق کا حکم دیا ہوگا اس کے بعد اُس کو منسوخ فرما دیا مگر خدا اور رسول کیطرف سے
حکم تطبیق قران و احادیث سے ثابت نہیں لہذا مترجم کا منسوخ لکھنا محض دھوکہ یا
اُنکا ضعف تحقیق ہے۔

بخاری کتاب الاذان باب وضع الکف علی الرکب فی الرکوع صفحہ (۱۰۰) پر ہے عن
ابی یعفور قال سمعت مُصعَبَ بنَ سعد صلیت الی جنب ابی فطبّقتُ بین کفّیَّ
ثم وضعتهما بین فخذیَّ فنهانی ابی وقال کنا نفعله فنهینا عنه وامرنا ان نّضع
ایدینا علی الرکب یعنی ابی یعفور کہتے ہیں کہ مینے مصعب بن سعد بن ابی وقاص سے سُنا
وہ کہتے تھے کہ مینے ایک دن اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی تو عمل تطبیق کیا یعنی (رکوع میں دونوں
ہتھیلیاں ملا کر رانوں میں رکھیں) میرے باپ نے اس عمل سے منع کیا اور فرمایا کہ پہلے ہم
بھی ایسا ہی کرتے تھے پھر ہم منع کئے گئے اور یہ حکم ہوا کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پہ رکھیں انتہی۔
اوّل امام بخاری کی قابلیت اور ایمانداری کہ کتاب الصلوٰۃ کی حدیث کتاب الاذان میں لکھی
ہے جس سے عمل تطبیق چوری کا معلوم ہوتا ہے دوم عمل تطبیق کی شرح یا اُسکے آمر و ناہی

تحریفات تطبیق و تطبیق بین

تحقیقات قبض یدین

کا ذکر نہ باب کی سرخی میں کیا اور نہ کسی اور حدیث میں سوم ابی یعفور ایک مجہول اور بے اعتبار
راوی ہے کہ اس کی نسبت تقریب التہذیب ابن حجر عسقلانی صفحہ ۴۱۶ پر یونس بن ابی یعفور
نام کا راوی ہے ابی یعفور کوئی نہیں اور یونس کے ترجمہ میں لکھا ہے وقعدان بالقاف العبدی
الکوفی صدوق یخطی کثیر یعنی یونس کا نام قعدان ہے یہ کوفی عبدی قبیلہ کا سچا شخص ہے
مگر بڑا خطا کار ہے۔ اور اسی پر یہ حاشیہ ہے کہ امام احمد حنبل اور یحییٰ ابن معین نے اسکو ضعیف
یعنی جھوٹا کہا ہے اور مترجم بخاری نے حدیث ابی یعفور پر حاشیہ میں لکھا ہے الف جناب عائشہ
سے مروی ہے کہ تطبیق یہودیوں کا فعل ہے اور آنحضرت نے اس سے منع کیا ہے مگر ابن
مسعود اور انکے اصحاب یعنی اُنکے شاگردوں سے عمل تطبیق منقول ہے اور عبدالرزاق اور علقمہ
اور اسود سے منقول ہے کہ ہم نے ابن مسعود کے ساتھ نماز پڑھی تو عمل تطبیق کیا پھر حضرت
عمر ملے اور ان اُنکے ساتھ نماز پڑھی تو عمل تطبیق کیا تو اُنہوں نے کہا کہ پہلے ہم بھی تطبیق کرتے تھے
پھر یہ کام چھوڑ دیا گیا پس اس ساری تحقیق سے بھی عمل تطبیق کا حکم خدا یا رسول کیطرف سے ہونا
ثابت نہیں ہوتا بلکہ رسول اللہ کی طرف سے اس عمل کی ممانعت ثابت ہوئی ہے لیکن ناظرین
اتنا یاد رکھیں کہ ابتک تطبیق کرنے والے جسقدر معلوم ہوئے ہیں وہ سب مرید خلفاء ثلاثہ
تھے اُن میں مقلد ان عترت میں سے ایک بھی نہیں یعنی تطبیق کرنے والے نہ حضرت سلمان
فارسی ہیں نہ حذیفہ نہ ابوذر نہ عمار یاسر نہ ابوالاسود نہ عباس نہ عبداللہ ابن عباس وغیرہ وغیرہ

تکفیر کی تعریف قاموس میں یہ ہے التکفیر ھو ان ینحنی الانسان ویطاطی راسہ
قریبا من الرکوع یعنی اصطلاح فقہ میں تکفیر یہ ہے کہ حالت نماز میں انسان اسقدر جھکے
کہ رکوع کے قریب ہو جائے۔ بحرین میں ہے التکفیر فی الصلوۃ ھو الانحناء الکثیر
حالۃ القیام قبل الرکوع ایضا وضع الیدین علی الاخری فی الصلوٰۃ یعنی نماز
میں بحالت قیام قبل رکوع بہت جھکے رہنا یا بحالت قیام صلوۃ ایک ہاتھ دوسرے پر
رکھنا انتہی چونکہ آیہ زیر بحث میں یقبضون ایدیھم منافقین کی شان ہے اور سورہ مائدہ
کے رکوع ۹ میں طعن یہود ہے۔ قالت الیہود ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیھم ولعنوا
بما قالوا بل یداہ مبسوطتان یعنی یہود نے کہا کہ خدا کا ہاتھ بندھا ہوا ہے (اس

طعن کو برا جانکر خدا نے فرمایا) کہ انہیں ملعونوں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں بلکہ ــــ
خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں پس معلوم ہو گیا کہ قبض یدین نماز میں ہو یا انفاق راہ
خدا میں دونوں میں عمل بد ہے اس قرینہ پر دعویٰ سے کہا جاتا ہے کہ نماز میں قبض یدین
نہ حکم خدا سے ہے نہ حکم رسول سے اسی سبب سے یہ عمل نہ عترت رسول سے ثابت
ہے اور نہ پیروان عترت سے ۔

تحقیقات اقصی الغایات

کتب اہلسنت سے تعلیق ۔ تطبیق ۔ تکفیر کا آمر نہیں معلوم ہوا لیکن
بخاری کی حدیث ابی یعفور میں لفظ آمر و ناہی ایسے الفاظ کی نسبت چھٹی صدی کے
ابن الصلاح نے کہا ہے کہ جس حدیث میں الفاظ (امرنا ھکذا) ہو اُس حکم کو حکم رسول
جانو لیکن ابن الصلاح کا یہ کلیہ محض غلط ہے کیونکہ بعد رسول خلفائے ثلاثہ نے بعض
احکام ایسے بھی جاری کیئے جو عقل ۔ قران ۔ حدیث کے بالکل خلاف تھے اور وہ مخالف
احکام خدا و رسول کے احکام کے مطابق اُس وقت میں بھی مانے گئے اور آجتک مثل احکام
خدا و رسول مانے جارہے ہیں جیسے خلافت ثلاثہ ۔ منع میراث ۔ منع متعہ ۔ انسداد
خمس ۔ غسل رجلین ۔ طلاق بتہ وغیرہ وغیرہ ۔ اور ہمارے اسی کہنے کے مطابق علامہ
عینی نے حدیث مذکور کی شرح میں فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ وہ آمر یا ناہی کوئی حاکم
ہو اور ظفر الامانی فی شرح مختصر جرجانی میں مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی عینی کی
تائید میں لکھا ہے وھذا الاحتمال قوی البتہ یعنی بیشک عینی کا یہ احتمال قوی
ہے گو ان جزئیات سے ہمارے مقصد کو بہت مدد ملی ہے مگر اب مزید تحقیقات عقلی
و نقلی بصراحت پیش کی جاتی ہے تاکہ حجت باقی نہ رہے ۔

تحقیق اول عمل تطبیق و تکفیر یعنی قبض یدین کی نسبت یہ ہی ہے کہ اگر یہ عمل خدا
اور رسول کی طرف سے ہوتا تو کوئی مسلمان اسکا نام تکفیر نہ رکھ سکتا کیونکہ لغت میں تکفیر
کے معنی کسی کافر کی بات کو چھپانا یا کسی عیب کو میٹنا (انوار اللغات لغت کفر صفحہ ۶۲) چونکہ

لفظ تکفیر کفر سے ہے اور کفر ضدّ ایمان ہے لہذا خدا یا رسول کا حکم ضد ایمان نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سورہ زمر میں ہے ان اللہ لا یرضی لعبادہ الکفر یعنی خدا بندوں کے کفر سے راضی نہیں پس خدا ہی کفر سے راضی نہیں تو رسول بھی ہرگز راضی نہیں ہو سکتے۔

تحقیق دوم آیہ زیر بحث کا فقرہ یقبضون ایدیہم صفات منافقین میں نازل ہوا ہے جو فرقہ خدا اور رسول کا عدو مبیّن ہے اگر نماز میں قبض یدین بہتر عمل ہوتا تو صفات مومنین میں بیان کیا جاتا چونکہ قبض یدین صفات مومنین میں نازل نہیں ہوا ہے لہذا وہ حکم خدا و رسول کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔

تحقیق سوم تدبر کتب اور مشاہدات سے ثابت ہے کہ مشرکین مصنوعہ معبودوں کی پرستش کے عادی اور اُن کی ہی پرستش بر مدار نجات مانے ہوئے تھے وہ نادیدہ غائب اشئین الابصار خدا کی پوجا پر امید نجات نہ رکھتے تھے اور نہ اب رکھتے ہیں اسلئے وہ رسول اللہ کے پیچھے چھوٹے چھوٹے بت آستینوں میں لا کر عمل تطبیق سے اپنی قومی پوجا کر لیتے ہونگے لیکن جب پیغمبر کو اُنکی اس بداعمالی کی خبر اور اس خبر پر اُنکو ڈانٹا گیا تو بتوں کا لانا ترک کر کے اپنی ہتیلیوں پر تصاویر اصنام بنا کر لاتے اور عمل تطبیق و تکفیر رکوع و سجود میں کرتے ہونگے لیکن اسپر بھی اُنکو تنبیہہ کی گئی تو پھر وہ قبض یدین سے اپنی پوجا کرنے لگے ہونگے چونکہ یہ چوری کے عمل تھے بایں وجہ کسی منافق نے اپنی تالیف میں اسکا اشارہ تک نہیں کیا خواہ منافقت سے یا بخوف حکومت۔

پرستش غیر اللہ میں مشرکین کو یہ حجت تھی جو سورۂ زمر میں ہے ما نعبدہم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ (یعنی ہم تو خدا رسیدہ نہیں) لیکن ہم انکی پوجا اسلئے کرتے ہیں کہ یہ ہمکو خدا تک پہنچا دیں چونکہ سورہ توبہ سنہ ۱۰ھ میں نازل ہوئی جو رسول اللہ کی حیات کا آخری سنہ ہے کہ جس میں یقبضون ایدیہم کی شکایت ہے پس ضرور ہے کہ اس وحی خدا پر رسول اللہ نے عمل قبض یدین کو ضرور منع فرمایا لیکن اس ممانعت کی زیادہ شہرت نہ ہونے پائی تھی کہ سنہ ۱۱ھ کے دوسرے ہی مہینہ کے ختم پر انتقال ہوگیا اور اصلی جانشین رسول کو بیدخل کر کے حضرات شیخین خود متصدی شریعت بلکہ صاحب شریعت بن گئے

تھے اب اُنکے عمل قبض یدین کو کون روک سکتا تھا بلکہ طوعاً و کرہاً تقلید کرنی پڑتی تھی ورنہ الزام مخالفت بلکہ جرم بغاوت کا خوف تھا ہاں بنی ہاشم اور ان کے چند جان نثار سرفروش اسلام نے کسی آن قبض یدین نہیں کیا اور جب بعد خلفائے ثلاثہ قبض یدین کا سبب اور لوگوں کو معلوم ہوا اور اس اختلاف نے شہرت پکڑی تو بہت سے باایمان اس عمل کفریہ سے تائب ہو کر ارسال الیدین کرنے لگے۔ جن احادیث پر امام مالک نے عمل اور آجتک تمام مالکی ارسال الیدین کرتے ہیں اور ان کی ہی کتب سے معلوم ہوا کہ عبد اللہ ابن زبیر اور سعید بن جبیر اور ابن سیرین وغیرہ یہ سب حضرات اپنی حیات تک ارسال الیدین کرتے رہے (مصنف ابن ابی شیبہ و دراسات وغیرہ)

نوٹ۔ عالیجناب مولوی حکیم سید علی اظہر صاحب قبلہ مجتہد العصر نے اپنے بے نظیر رسالہ "ارسال الیدین" میں کتب منافقین سے جواز ارسال الیدین کے بکثرت اسناد درج فرمائے ہیں جو طالب حق کے لئے صراط مستقیم ہیں اور وہ رسالہ دفتر اصلاح اور کتبخانہ شیعہ موچی دروازہ لاہور سے مل سکتا ہے۔

تحقیق چہارم یہ کہ حضرت ابوبکر کا تہ بند کھسکتا رہتا تھا کیونکہ آپکے کُولھے کی ہڈی نہ تھی چنانچہ بخاری کتاب المناقب پارہ چودہ باب حدثنا الحمیدی صفحہ ۷۶۰ کی ساتویں حدیث ابن عمر سے منقول ہے کہ آنحضرت نے فرمایا جو غرور کی راہ سے اپنا تہ بند لٹکائیگا تو قیامت میں خداتعالیٰ اُسے رحمت کی نظر سے نہ دیکھے گا فقال ابوبکر ان احد شقی ثوبی یسترخی یعنی ابوبکر نے کہا کہ میرے ڈھیلے بدن ہونے سے میرا تہ بند کھسکتا رہتا ہے اس حدیث کی شرح فتح الباری جلد ۵ میں ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں فکان سبب استرخائہ جسم ابی بکر عند لحد ان اذار ای یسترخی احیانا فکان شدہ و کان ینحل اذا تحرک بمشی او غیرہ بغیر اختیار و عن عائشہ قالت کان ابوبکر احنی لا یستمسک ازارہ یسترخی عن حقوہ یعنی ابوبکر ڈھیلے ہونیکے علاوہ دبلے بھی تھے بیشک اُن کا تہ بند بغیر ارادہ کے لٹک جاتا تھا جبکہ وہ چلتے اور حرکت کرتے تھے کیونکہ وہ سوکھے حقیر تھے۔ اور جناب عائشہ نے فرمایا ہے کہ ابوبکر اپنا تہ بند نہ سنبھال

سکتے تھے کیونکہ وہ بہت حقیر تھے اور اُنکے کولھے کی ہڈی نہ تھی چونکہ عملِ قبض یدین کیلیے
یہ عذر واجبی تھا کہ جسم ننگے ہونے کے حیلے سے حضرت ابوبکر قبض یدین کرتے ہوں گے
جس سے رکوع وسجود میں اعتقاد بت پرستی کی بھی تکمیل ہو جاتی تھی جیساکہ آئندہ اسی
بحث سے معلوم ہو جائیگا انشاءاللہ تعالےٰ اور ننگے ہونے سے بھی بچتے تھے۔

دوسرے جناب عمر فاروق کہ جنکا اقرار تطبیق خود اُن کی زبانی اوپر معلوم ہو چکا
دوم یہ بڑے اکول یعنی بسیار خوار بھی تھے اس وجہ سے ان کا دائرہ طبل شکم معمول سے
بہت زیادہ بڑھا ہوا تھا چنانچہ جناب ممدوح اسقدر بھدّے تھے کہ آپ نماز میں اپنے پاؤں
پر نہ بیٹھ سکتے تھے بلکہ چار زانو بیٹھتے تھے (دیکھو بخاری پارہ چہارم باب سنت الجلوس)
کیونکہ انکے پاؤں اُنکا بوجھ نہ اُٹھا سکتے تھے اسی تن و توش کی وجہ سے خوراک بھی غیر معمولی
تھی چنانچہ آپکے صرف صبح کے ناشتے کا ذکر خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں و امام
مالک نے موطا باب السنۃ فی الشراب وتناولہ عن الیمین میں لکھا ہے عن انس
بن مالک قال رایت عمر ابن الخطاب و ھو یومئذ امیر المومنین و یطرح لہ صاع من
تمر فیاکلھا حتی یاکل حشفھا (۵۷۹) انس نے کہا کہ جس زمانہ میں میاں عمر خلیفہ تھے اُن
دنوں میں میں نے دیکھا کہ اُنکے سامنے کھجور ایک صاع یعنی انگریزی دو سیر پندرہ چھٹانک ڈالی گئی
وہ سب کھا گئے حتیٰ کہ اسکا حشفہ بھی کھا گئے پس جسکا ناشتہ تین سیر کا ہو تو اُسکی
معمولی غذا کیا کچھ ہو گی اور اتنی کثیر مقدار خوراک کے لئے جائے بھی کشادہ چاہیے۔
چونکہ دائرہ طبل شکم کے غیر معمولی ہونے سے تہ بند کھل جانیکا بظاہر معقول حیلہ تھا
دوم مزاج مبارک میں ایجاد کا مادہ ضرورت سے زیادہ تھا پس یہی صاحب عمل
تطبیق و تکفیر یعنی قبض یدین کے موجد بھی ہوں گے۔

تیسرے معاویہ بن ابی سفیان یہ حضرت عمر سے زیادہ تن و توش کے تھے چنانچہ
ایک اعرابی کی نقل سُنی گئی ہے کہ جب وہ دربار معاویہ سے نکلا تو لوگوں نے پوچھا کہ
معاویہ کتنا موٹا ہے قال واللہ لا من ولحابل ابن کثیر واللہ اعلم اسی طرح حضرت عمر
سے زیادہ یہ بسیار خوار بھی تھے چنانچہ صحاح میں انکے کھانیکی یہ کیفیت درج ہے کہ ایک دن

کسی ضرورت سے رسول اللہ نے اُن کو بُلانیکے واسطے عبداللہ ابن عباس کو بھیجا اور اسوقت یہ
کھانا کھا رہے تھے پھر انتظار کرکے رسول اللہ نے کئی بار ابن عباس کو بھیجا مگر جب دیکھا
تو ان کو کھاتے پایا۔ پس انتظار سے بتنگ ہو کر رسول اللہ نے یہ دعا دی کہ لا اشبع اللّٰہ
بطنہ یعنی خدا اسکا پیٹ نہ بھرے احادیث میں ہے کہ اس بددعا کے بعد معاویہ
کی یہ کیفیت ہو گئی کہ کھاتے کھاتے تھک جاتا تھا مگر پیٹ نہ بھرتا تھا عجب نہیں
کہ معاویہ ہی کی نسبت رسول اللہ نے فرمایا المومن یاکل فی معی واحد والکافر
یاکل فی سبعۃ امعاء (بخاری پارہ ۲۲ کتاب الاطعمہ باب المؤمن یاکل فی معی واحد)
یعنی مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں غرض بسیار خواری
کے سبب ضرور ہے کہ انکا بھی دائرہ طبل شکم بہت بڑھا ہوا ہوگا پس پیٹ کے کارن
بحیلہ عریانی یہ بھی معتقد وہم عقیدۂ شیخین قبض یدین کرتے ہوں گے۔ چونکہ یہ تینوں شاہ عرب
متصدی بلکہ مالک شریعت بنگئے تھے اور اِن سب میں بااثر حضرت عمر تھے لیکن
جسقدر اسلام میں تغیر و تبدل کا وسیع موقع معاویہ کو ملا اتنا خلفائے ثلاثہ میں سے
کسیکو نہیں ملا دوم زمانہ معاویہ میں اتباع شیخین واجب تھا اور اتباع عترتِ رسول
حرام ورنہ جان مال فوراً تلف ہو جاتا تھا پس ان ضرورتوں سے عام لوگ قبض یدین کے
عامل کثرت سے بن گئے اور عمل ارسال الیدین مجبوراً ترک کرنا پڑا اور زمانہ معاویہ میں
بہت سے حدیث ساز زندہ اور اکثر معاویہ کے درباری تھے اُنہوں نے
دنیا کے لالچ یا جان کے خوف سے رسول اللہ کے نام اور عمل کی احادیث قبض یدین
بکثرت تیار کر دیں جنمیں ابوہریرہ۔ عمرو عاص۔ عبداللہ ابن عمرو۔ ابن عمر۔ عائشہ
مغیرہ بن شعبہ۔ مروان بن حکم انس بن مالک اور بعض مبشرہ بالجنہ خاص بال بندھیا
تھے اور معاویہ کے بعد مروانی خلفاء اور بعض خلفاء عباسیہ کے زمانوں میں بھی تقلید
عترت رسول حرام تھی بلکہ جس مولود کا نام علی ہوتا تھا وہ قتل کر دیا جاتا تھا بایں وجہ قبض
یدین کی جھوٹی حدیثیں دنیائے منافقین میں پھیل گئیں اور ان کے بعد کے زمانوں میں
حدثنا اور عنعنہ یعنی عن فلاں عن فلاں کی چھچھوندریں جو چھوڑ دی گئیں تو وہ تمام ممالک

اسلامی میں پھیل گئیں اور پانچویں صدی کے اصولیین نے رہی سہی اور بھی لٹیا ڈبو دی کہ
صحیح حدیث کی جانچ کا قانونِ رسول توڑ کر رواۃ کی ثقاہت کو معیار صحت قرار دیدیا
یعنی عقل اور قرآن کو خیرباد کر دیا اس باعث سے تفاسیر و صحاحِ منافقین میں احادیث
ارسال الیدین کا نام تک نہیں۔

تحقیق پنجم یہ عقلی بات ہے کہ جب قرآن میں قبض یدین علامت منافقین موجود ہے
تو وہ عمل خدا و رسول کے حکم سے تو ہو نہیں سکتا اس صورت میں لامحالہ قبض یدین کا ایجاد
منافقین کا ایجاد ہے کہ جن کی بلاوجہ رسول اللہ سے مخالفتیں مشہور اور کتب صحاح و غیر
صحاح میں آجتک موجود ہیں اور اُن منافقین کا رسول خدا سے یہ ہی برتاؤ تھا کہ اسلام
کے بے ٹکے پیسے کے اعمال یا بے جان جوکھوں مال ملنے کے احکام طاعۃ بے ضرورت سے بھی
بجالاتے تھے اور نقصان جان و مال یا نقصان عقیدہ پر کیسا رسول اور کسکا اسلام بارہ حکم
نادار چنانچہ بخاری کتاب الشرط پارہ گیارہ باب الشروط فی الجہاد صفحہ ۱۰ میں بڑی لمبی
چوڑی واقعات صلح حدیبیہ کی حدیث ہے جس میں اطاعۃ صحابہ کی یہ کیفیت درج ہے
کہ رسول اللہ تھوکتے تھے تو صحابہ اُسے ہاتھوں میں لیتے تھے اور غسالہ وضو پر تو آپس میں مارمر
کی نوبت آجاتی تھی اور اُسکو مونہہ پر ملتے تھے اور تھوک چاٹ جاتے تھے اور جب رسول اللہ
کچھ فرماتے تھے تو اُسکو سننے کے لئے تمام صحابہ ہمہ تن گوش ہو کر سنتے تھے اور باظہار ادب ہیچ پکار
کر بات نہ کرتے تھے لیکن جب صلح ہو جانے سے یقین ہو گیا کہ اب لوٹ کھسوٹ کا موقع
نہ ہوگا اور مال ہاتھ نہ آئیگا بس پھر کیا تھا تمام منافقین فرنٹ۔ اب کیسا ادب اور کسکا ادب
بکثرتِ بد معاشوں کو نبوت ہی میں شک ہو گیا اور تو تو میں مَں ہونے لگی اور حضرت عمر کا اُس
دن کا ٹھٹا تو مشہور بین العلماء ہے جو مٹ نہیں سکتا اسی حدیث میں یہ عبارت ہے
قال رسول اللہ صلعم لاصحابہ قوموا فانحروا ثم احلقوا قال فواللہ ما قام منہم
رجلٌ قال ذٰلک ثلاث مراتٍ یعنی انحضرت نے اونہیں اطاعت گزار صحابہ سے فرمایا
اُٹھو۔ قربانیاں کرو اس کے بعد سر منڈ واؤ مگر خدا کی قسم کوئی اپنی جائے سے نہ اُٹھا
حتی کہ تین بار رسول اللہ نے فرمایا اور ایسی بلکہ ان سے بڑھ بڑھ کر منافقین کی نافرمانیاں

کتب صحاح و غیر صحاح میں آج تک موجود ہیں مثلاً رسول اللہ کو نرغہ اعدا میں چھوڑ چھوڑ کر بھاگ جانا اور عمر بن عبدود کے مقابلہ سے جان چرانی و لشکر ابو سفیان کی خبر لاکر نہ دینا بلکہ صریح انکار کر دینا ۳ صلح حدیبیہ میں معاملہ ابو جندل میں بحمایت کفار رسول اللہ کو شرمندہ کرنا ۴ خیبر۔ حنین۔ وادی الرمل سے بھاگ بھاگ کر کفار کو اپنی ذات سے مطمئن کر دینا ۵ دربار رسول میں شور و غوغا کرنا جس پر آیہ سورہ حجرات لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی نازل ہوئی ۶ جیش واسامہ کے ساتھ حکم شراکت میں نافرمانی کرنی ۷ وصیت نامہ نہ لکھنے دینا بلکہ رسول اللہ کو ہذیان کی نسبت دینی ۸ انتقال رسول پہ دیوانے بنکر موت رسول کے انکار کے بہانہ سے تین دن تک دفن میت رسول نہ ہونے دینا جسکے سبب میت کا پیٹ پھول گیا تھا ۹ علی و فاطمہ اور تمام بنی ہاشم کو میت رسول پہ رونیکے سبب قتل کی دھمکی دینی ۱۰ احراق بیت فاطمہ ۱۱ قتل حضرت محسن ۱۲ گرفتاری علی ۱۳ غصب خلافت ۱۴ اقتال و احراق و اغراق مسلمانان ۱۵ ضبطی فدک ۱۶ منع میراث ۱۷ انسداد خمس ۱۸ بعض امہات المومنین کے نکاح کو جائز کرنا ۱۹ اخراج آیہ رجم ۲۰ منع متعہ ۲۱ رواج طلاق بتہ ۲۲ موقوفی حی علی خیر العمل ۲۳ ایجاد الصلوۃ خیر من النوم ۲۴ اضافہ اذان جمعہ وغیرہ وغیرہ یہ سب بد اعمالیاں یعنی کفار و مشرکین سے سازباز رکھ کر بے جان جو کھوں حکومت رسالت پر قبضہ کر لینا یہ سب سے بڑھ کر ہیں جن باتوں کا بھید صرف اشارات سے معلوم ہو سکتا ہے اور کسی طرح ممکن نہیں الغرض قبض یدین ان ہی لوگوں کا ایجاد رسول اللہ کے زمانہ تک محدود تھا اور اپنی خلافتوں میں ترک نماز ایکطرف بلکہ انکی خلافتوں میں نماز پڑھنی جرم تھی جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا انشاء اللہ تعالے۔

تبصرہ در اظہار شرک موجدان تکفیر

مثل مشہور ہے کہ خدا کو دیکھا نہیں مگر عقل سے پہچانا ہے گو منافقین کے کسی مولف و مصنف و محدث و مورخ نے حضرات شیخین کو موجد تطبیق و تکفیر نہیں لکھا لیکن تازیب المجانین حصہ دوم میں ان کا مشرک ہونا ثابت ہو چکا ہے اور تحقیق پنجم سے انکے بعض اعمال

کے سبب ثابت ہو چکا کہ عمل تکفیر کے بانی یہ ہی پرستار اصنام تھے **اسیوجہ** سے انہوں نے نہ کسی کافر کو قتل کیا نہ کسی کافر کو پکڑوایا نہ اپنی پند و نصیحت سے کسی کو مسلمان کیا نہ کسی کو مسلمان کرایا نہ بُت سے بے ادبی کی نہ کسی بتخانہ سے گستاخی کی نہ کسی آتشخانہ کو سرد کیا نہ کسی قوم کی صلیب کو توڑا نہ کسی کافر قوم سے لڑکر غنیمت داخل کی نہ کوئی موضع فتح کر کے نذر رسول کیا حالانکہ زمانہ رسول میں یہ امور کسی پر بھی حرام نہ تھے چونکہ الکفر ملۃ واحدہ صحیح ہے اسلئے حضرات شیخین انہیں سے کوئی کام نہ کر سکے۔

اب رہیں ان حضرات کے بعض اسلامی کاموں کی شُہرتیں جو بعض کماؤ پوتوں نے عام اور خاص بنی اُمیہ اور بعض جابر و جائر بنی عباس کے خلفاء کو خوش کرنے یا شرور فتن سے مامون رہنے کے خیال سے وضع و تالیف کیں **مثلاً** مغازی ابن اسحاق و غزوات یحییٰ مدنی و فتوحات الکبیر سیف بن الاسدی و کتاب المغازی عمر بن راشد الکوفی و فتوحات خالد عبید اللہ بن سعد زہری و صفت النبی ابو البختری و حالات خلفاء ابو الحسن مدائنی و کتاب المعارف ابن حارث جزائری و مناقب قریش عبد الرحمن بن علبیدہ دور دوم صدی سوم میں معارف ابن قتیبہ و فتوحات واقدی و طبقات ابن سعد و تاریخ بلاذری و تاریخ یعقوبی و تاریخ طبری اور صحاح وغیرہ وغیرہ میں فضائل شیخین درج ہیں جن سے شاہ ولی اللہ نے ازالۃ الخفاء میں اور شبلی نے الفاروق میں اپنی ہنڈیا گرم کی ہے اور کتب بالا کی بعض بناوٹی باتوں کو بانس پر چڑھا کر اُن سے خلفائے ثلاثہ کا اسلام اور ایمان ثابت کیا ہے **جیسے** مدارس کا اجرا و تعمیرات مساجد کی کثرت وغیرہ **تو ان** اعمال سے نفس ایمان کا کیا ثبوت کیونکہ ایسے کام تو ارضی سلطنتوں میں بلا قید مذہب و ملت شاہانِ وقت کیا ہی کرتے ہیں **مثلاً** شاہانِ اسلام کے زمانوں میں بکثرت ہندوستان کے راجاؤں نے اپنی رعایا کے اسلامی کاموں میں مدد کی و مسناجد کے لئے زمینیں دیں و مسلمانوں کی پرورش کی و اسیطرح بادشاہوں نے ہندو رعایا کی خاطر بقر عید کو گائے کی قربانی بند کر دی جن میں حضرت ظہیر الدین بابر بادشاہ ہندوستان قابلِ ذکر ہیں اسیطرح سرکار انگلیشیہ نے عربی کے مدارس اور اُنکی ڈگریاں جاری کر دین

وبہت سی مساجد بنوادیں وبہت سے یتیم خانوں اور مسلمان اپاہج اور مسلمان بیوائوں کی پرورش کررہے ہیں تو کیا ان باتوں پر سرکار انگریزی مسلمان کہلائیگی ان سب باتوں سے بڑھکر ہمارے حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ ہیں کہ انکی قلمرو میں سینکڑوں دیول مندروں کے لئے انعامات اراضی و مدد معاشین و پومئے و جاگیرات بجال وجاری ہیں و اسیطرح ممالک نظام میں ہزاروں ہندو سکھ و دیگھ و دیسپانڈیے کی زمینات انعام کے علاوہ ہزارہا روپیہ سالانہ خزانوں سے نقد ملتا رہتا ہے تو ان لاکھوں ہندوؤں کی پرورش اور ہندوؤں کی حفاظت پر کیا حضور نظام کو کوئی ہندو کہہ سکتا ہے نفس ایمان اور چیز ہے اور کارشاہی اور چیز اگر فی الحقیقت وہ مومن تھے تو بتاؤ کہ عترت رسول کیلئے بھی کوئی قصر اعلیٰ نہ سہی کوئی جھونپڑا بھی بنا کر دیا بھلا اسکو بھی جانے دو یہ ہی بتاؤ کہ جب وہ تمہارے نزدیک بڑے مسلمان تھے تو انہوں نے رسول اللہ کی حیات میں جہاں جہاں رہتے تھے کوئی مٹی کا چبوترہ بھی نماز کیلئے اپنے گاؤں نہایں اپنے گھروں میں بھی بنوایا تھا جیسے بعض انصار رسول اللہ کو اپنے گھروں میں لیجا کر نماز کی جائے مخصوص کرا لیتے تھے کبھی حضرت ابوبکر و عمر بھی اپنے گھر رسول اللہؐ کو لے گئے اور نماز کی جائے مخصوص کرائی حالانکہ ان دونوں صاحبوں کو ضرورت تھی کہ یہ دونو صاحب مدینہ سے فاصلوں پر رہتے تھے جہاں سے روزانہ کی حاضری متعذر تھی۔ چنانچہ حضرت ابوبکر بستی سخ میں رہتے تھے جو بستی مسجد نبوی سے تقریباً تین میل دور تھی اور جناب عمر مدینہ کے ایک مشرقی گاؤں میں رہتے تھے جو مدینہ سے چار میل کے فاصلہ پر تھا جن دوریوں سے ظاہر ہے کہ روزانہ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد نبوی میں حاضر نہ ہو سکتے تھے۔ اور یہ ہی حال منافقین کے عشرہ مبشرہ کا ہے کہ کبھی کبھی رسول اللہ کو اپنے گھروں میں نماز کی جائے مخصوص کرانیکے لئے نہیں لیگئے فی الحقیقت ان حضرات کا ایمان و اسلام دولت و حکومت تھی اور حصول خلافت کے بعد ہی یہ لوگ مومن بنے ورنہ حیات رسول میں سوائے مکاری کے ان کا مومن ہونا ثابت نہیں ہاں رسول اللہ سے دور رہنے کے سبب ان دونوں صاحبوں نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ اول تو دو مخبر قصر رسول ہی میں چھوڑ رکھے

تھے جن سے روزانہ کی خبر اُنکو ملتی رہتی تھی اور ایک ایک باہر کا مخبر تھا۔ تو حضرت ابوبکر کا مخبر تو بے پتہ ہے اسی قابلیت پر خطبوں میں پڑھا جاتا ہے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر الصدیق۔ مراد یہ کہ ان کی سازش کی گہرائی آجتک شیعہ جیسے محققوں کو بھی نہ معلوم ہو سکی اسی سبب سے شیعوں نے حضرت عمر کا دامنِ عصمت تھام رکھا ہے اور حضرت عمر کا بیرونی مخبر جنیدہا یہودی عتبان بن مالک تھا اور وہ بھی الیسا مقدس و متقی و پرہیزگار تھا کہ یہ حضرات اسی کے جلسۂ شراب میں شریک ہوتے تھے۔ چنانچہ اُسکے جلسہ مے نوشی میں حضرت ابوبکر نے اور بقول حضرت عمر نے بدر کے مقتولان کفار قریش پر نوحہ پڑھا اور سب کو رلایا اور خود بدولت بھی بہت روئے اور رسول اللہ کو اس حادثہ عظیمہ کی خبر لگی تو رسول اللہ نے اُسی جلسہ میں تشریف لیجاکر ڈھونکا پیٹا چنانچہ اُس واقع کی پوری کیفیت "مناظرہ رافضی بارافضی اور تادیب المجانین کے حصہ دوم لکھی ہے جس نوحہ کے اشعار حسب ذیل ہیں اور ان اشعار میں جسقدر خطابات یعنی جھڑکیاں ہیں وہ سب رسول اللہ کی نسبت ہیں مگر تقیہ کے سبب محمد یا رسول اللہ کا لفظ زبان سے نہ نکال سکے پس اُس نوحہ سے جو کچھ عقیدہ ظاہر ہوتا ہے وہ مشرکین کے مطابق ہے چنانچہ ملاحظہ ہو مستطرف جلد دوم۔

ابو عدانی ابن کبشہ ان سنحیا وکیف حیاۃ
اصداء وھام الیحزان یرد الموت
عنی وینشرنی اذا بلیت عظامی الا
من مبلغ الرحمن عنی بانی تارک الشہر الصیام
فقل اللہ یمنعنی شرابی وقل اللہ یمنعنی
طعامی۔

اے ابن کبشہ کیا تو ہمکو ڈراتا ہے کہ ہم دوبارہ زندہ کئے جائینگے کہیں الو بھی انسان بنے آواز دینے والے (کبشہ رسول اللہ کے بر نانا وصب کے باپ بڑے مشہور بت پرست تھے پس اُنکے حوالہ سے رسول اللہ کو طعنہ دیا گیا ہے اور مشرکین کا عقیدہ تھا کہ انسان مرنے کے بعد الو کی جون میں چلا جاتا ہے) کیا تو عاجز ہے کہ ہماری موت کو روک دے کیا تو اس پر قادر ہے کہ جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں تو ان کو زندہ کردے کوئی آج ایسا ہے کہ ہمارا یہ پیغام رحمٰن کو پہنچا دے کہ ہم ماہ صیام کا روزہ ترک کرتے ہیں (جا) خدا سے کہدے کہ وہ ہماری شراب روکدے (جا) خدا سے کہدے کہ وہ ہمارا رزق بند

کر دے (تادیب المجانین حصہ دوم صفحہ ۱۴۷) اِن بزرگوں کے ایسے ہی عقائد کے سبب یہ تاثیر پیدا ہوئی کہ جہاں جہاں ان کے سپہ سالاروں نے اسلام پھیلایا اُن تمام ممالک میں محمدؐ و آلِ محمدؐ کی عداوت کا سکہ بیٹھ گیا پس اب تمام ممالک اسلامی کی تالیفات میں دیکھ جائیے کہ اُن کی کوئی مذہبی کتاب توہین رسول سے خالی نہ ملے گی اور عترت رسول اور ان کے پیرو اُن ہی مقامات میں قتل و غارت بھی ہوئے ہیں کہ جہاں جہاں انہوں نے یا انکے مقلدوں نے اسلام پھیلایا ہے فی الحقیقت اسلام نہیں پھیلایا بلکہ محمدؐ و آل محمدؐ کی عداوت پھیلائی ہے جسکو احمق اسلام کہتے ہیں اگر دین کے معنی حکومت و سلطنت کے نہ ہوتے تو یہ دشمن اسلام ہرگز ادھر رُخ نہ کرتے۔ **شاہ** رفیع الدین مرحوم نے اپنے ترجمہ پارہ سات رکوع ۴ آیہ ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃٍ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ بتوں کی نیاز دیکر جو جانور چھوڑ دیا جاتا تھا اُسکو مشرکین بحیرہ کہتے تھے اور جو کسی خاص بت کے نام پر چھوڑا جاتا تھا اُسکو سائبہ کہتے تھے **انوار اللغات** لغت سَیَّبَ صفحہ ۱۸۲ میں ہے کہ سائبہ یعنی سانڈ چھوڑنے کی رسم **عمرو بن لحی** نے جاری کی تھی اور یہ ابن لحی وہ شخص ہے جو رسول اللہ سے تین سو سال پہلے گزرا تھا اور یہ وہی شخص ہے کہ جو بلقان سے ھبل کا بت لایا اور یمامہ سے **ود۔ سواع۔ یغوث۔ یعوق۔ نسر** کے بت جو زمین میں مدت سے دفن چلے آرہے تھے اُنکو نکلوا کر خانہ کعبہ میں رکھا اور اُن سب کا ملک عرب کو پجاری بنا دیا (تلبیس ابلیس ابن جوزی) **پس** اُسی عمرو بن لحی کی رسم حضرت ابو بکر نے اپنی خلافت میں ادا فرمائی چنانچہ **موطا** امام محمد شاگرد ابو حنیفہ کے باب الرجل یعتیق نصیبا لہ میں ہے اخبرنا ھشام بن عروہ عن ابیہ ان اَبا بکرٍ سَیَّبَ سائبۃً یعنی ھشام بن عروہ نے اپنے باپ یعنی زبیر بن العوام سے روایت کی ہے کہ ابو بکر نے سائبہ یعنی سانڈ چھوڑا تھا یہ زبیر جناب ابو بکر کے حقیقی داماد اور منافقین کے ہاں معتبر مانے جاتے ہیں اور سانڈ چھوڑنے کی رسم اب بھی مشرکین ہند کے ہاں ہے چنانچہ چند سانڈ دہلی میں اب بھی موجود ہیں **غرض** ایسے ہی اعمال کی بو پا کر رسول اللہ نے حضرت ابو بکر اور اُن کے ہم خیالوں کو کوسا تھا جیسے ہندوستان مین اولاد بد یا غلام وغیرہ کی بد چلنی یا بے ایمانی دیکھ کر

کو سا کرتے ہیں کہ (ارے تو مارا جائے یا خدا تجھے غارت کرے یا تجھے بھوانی لیجائے یا سیتلا کھائے) ایسا ہی رسول اللہ نے حضرت ابو بکر سے ثکلتک امک فرمایا چنانچہ ازالۃ الخفا میں دو جلائے یہ حدیث ثکلتك امك الشرك فيكم اخفى من دبيب النمل موجود ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے ابو بکر تجھے تیری ماں روئے تم لوگوں میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ چھپا ہوا ہے (سطر ۱۹۹ مقصد اول) اور مقصد دوم صفحہ ۲۴ پر ہے یا صدیق الشرك فیکم اخفى من دبيب النمل ہے یعنی اے درشت مزاج تم لوگوں میں شرک چیونٹی کی چال سے زیادہ چھپا ہوا ہے اگرچہ ان صاحبوں کے شرکیہ اسناد بہت ہیں جو ہم تادیب حصہ دوم میں لکھ چکے لیکن تحقیق چہارم میں تہ بند کھل جانیکے حیایہ سے قبض یدین کر نیکا احتمال حضرات شیخین اور معاویہ کا لکھ چکے ہیں چونکہ وصیت نامہ عمر یا معاویہ سے عمل تکفیر کا راز کھل جاتا ہے پس انکے مشرکین ہونے کی تصدیق کیلئے وصیت نامہ عمر کے چند فقرے لکھے جاتے ہیں ملاحظہ ہوں اعلم یا معاویہ ان محمد قد جاء بالافك والسحر ومنعنا من اللات والعزىٰ وحوّل وجوهنا الى الكعبة التي يوهم انها القبلة السلامية یعنی اے معاویہ تو یقین جان لے کہ محمد بہتان لائے اور جادو اور ہمکو لات وعزیٰ کی پرستش سے روکا اور ہمارا مونہ کعبہ کی طرف اس وہم سے پھیرا کہ وہ قبلہ اسلام ہے اس وصیت نامہ کے بیچ میں بھی بہت سے فقرے ہیں کہ جن سے ان صاحبوں کی بت پرستی پائی جاتی ہے لیکن ہمکو اختصار منظور ہے اسلئے ہم اسی وصیت نامہ کی آخری عبارت لکھدیتے ہیں جو بے پردہ ہے فرماتے ہیں ولا تذهب محبّة اللّات والعزىٰ عن قلبك فانها طريقنا وطريق آباءنا وانا على آثارهم مقتدون یعنی (اے معاویہ) لات وعزیٰ کی محبت تو اپنے دل سے نہ نکالیو پس ہمارا اور ہمارے اب وجد کا یہی مذہب ہے اور ہم لوگ ان ہی کے قدم بقدم ہیں انتہی۔ اب یہاں مسلم کتاب الفتن جلد دوم صفحہ ۳۹۴ کی حدیث کا مقابلہ کرلو کہ جناب عائشہ سے منقول ہے عن عائشة قالت سمعت النبي صلعم لا تذهب الليل والنهار تعبد اللّات والعزى۔ یعنی میں نے رسول اللہ سے سنا فرماتے تھے کہ کوئی دن جاتے ہیں کہ لات وعزیٰ کی پرستش ہونے لگے گی پس تاؤ

کہ وصیت نامہ عمر اور حدیث مسلم کی پیشینگوئی مطابقت کے سبب صحیح مانی جاوے یا غلط
یقین جان لو کہ یہ لوگ مشرک تھے اور انکی خلافتوں میں نماز پڑھنا جرم تھا چنانچہ بخاری
کتاب الجہاد پارہ بارہ صفحہ ۳۱۰ سطر ۱۵ باب کتابتہ الامام الناس صفحہ ۴۴ یہ ہے عن حذیفہ
قال قال النبی صلعم اکتبوا من تلفظ بالاسلام من الناس فکتبنا لہ الفا وخمسمائۃ
رجل فقلنا نخاف ونحن الف وخمسمائۃ فلقد رائیتنا ابتلینا حتیٰ ان رجل لیصلی
وحدہ وھو خایف یعنی حذیفہ کہتے ہیں (کہ زمانہ صلح حدیبیہ میں) رسول اللہ نے فرمایا
کہ جن جن لوگوں نے اسلام کا کلمہ پڑھا ہے اُن سب کے نام لکھو پس ہمنے وہ لکھے تو
وہ ڈیڑھ ہزار تھے اُسوقت ہم کہنے لگے کہ اب ہم کو کیا ڈر کہ ہم ڈیڑھ ہزار ہیں حضرت حذیفہ
فرماتے ہیں پایا ایک زمانہ یہ ہے کہ ہم ایسی بلا میں گرفتار ہیں کہ ہم میں سے کوئی نماز پڑھتا
بھی ہے تو اکیلا ڈرتے ڈرتے مراد یہ کہ اول تو نماز ہی نہیں پڑھتا اور جو کوئی پڑھتا بھی ہے
تو ڈرتے ورتے یعنی خوف حکومت سے کہ ادائے نماز پر حکومت کی طرف سے الزام بغاوت
قائم نہ ہو جائے فاعتبروا یا اولی الابصار چونکہ مسلم اور بخاری کی ان دونوں حدیثوں سے
خلفائے ثلاثہ کے زمانوں میں مدینہ دار الحرب ہونا ثابت ہو چکا جسکے سبب مسلمانوں کا
عمل قبض یدین کو تکفیر کہنا درست ہوگیا اور رسم قبض یدین کے موجد ثابت ہو گئے
الحمد للہ رب العالمین۔

نماز میں قبض یدین بیحیائی اور خدا سے تمسخر ہے

موطا امام مالک باب وضع الیدین علی الاخریٰ فی الصلوۃ صفحہ ۹ یہ ہے عن عبد الکریم
بن المخاریق البصری انہ قال من کلام النبوۃ اذا لم تستحیی فاصنع ما شئت ووضع
الیدین احدھما علی الاخریٰ فی الصلوۃ یضع الیمین علی الیسریٰ وتعجیل الفطر
والاستیناء بالسحور یعنی عبد الکریم بن مخاریق بصری کہتے ہیں کہ رسول اللہ کا ایک
یہ بھی ارشاد ہے کہ جب تجھے شرم نہیں تو جو تیرا جی چاہے سو کر (خواہ) نماز میں قبض
یدین کر یا افطار صوم میں جلدی کر یا سحری دیر کرکے کھا انتہیٰ دیکھئے رسول اللہ نے

منافقین سے بیزار ہو کر اپنی تین ناگواریوں کو ظاہر فرمایا ایک نماز میں ہاتھ پر ہاتھ رکھنا دوسرے سحری دیر کر کے کھانی اور تیسرے افطار میں جلدی کرنی اور یہ تینوں رسول اللہ کی ناگواریاں اہلسنت کے عمل میں موجود اور شیخین میں ثابت ہیں چنانچہ قبض یدین تو شیخین کا ابھی ثابت ہو چکا اور فتح الباری کتاب الصوم میں بحوالجات مصنف عبدالرزاق و مصنف ابن ابی شیبہ و سنن سعید بن منصور لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر رمضان میں سحری اسقدر دیر کر کے کھاتے تھے کہ سورج نکلنا باقی رہ جاتا تھا اور حضرت عمر کی افطار صوم میں اسقدر جلدی کہ بعض روزہ رمضان میں افطار کے بعد سورج نکل آتا تھا جیسا کہ کتب صحاح و غیر صحاح سے ثابت بلکہ اُن کے مقلدوں میں اب بھی ایسا ہی عمل ہے

لطیفہ۔ جناب امیر علیہ السلام کیلئے دوبار ادائے نماز کیلئے ردشمس ہوا تھا اور جناب عمر اور اُن کے مقلدوں کیلئے ہر سال مختلف مقامات پر شکست صوم کے لئے ردشمس ہوتا رہتا ہے اس وجہ سے اہلسنت حضرت عمر کو جناب علی سے افضل سمجھتے ہیں جو حق بجانب ہے۔ اب منافقین یعنی اہلسنت کا خدا سے مسخراپن کرنا بھی سن لو جو کہ کسی دین و ملت میں نہیں ہے۔

عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۳ صفحہ ۱۱ پر ہے الوجہ الخامس فی الحکمۃ فی الوضع علی الصدر والسرۃ فقیل الوضع علی الصدر ابلغ فی الخشوع وفیہ حفظ الایمان فی الصلوۃ فکان اولی اشارۃ الی العورۃ بالوضع تحت السرہ یعنی پانچویں وجہ اس بیان میں کہ نماز میں سینہ پہ ہاتھ باندھنے کا یہ فائدہ ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنے سے خشوع ہوتا ہے اور اس عمل سے بحالت صلوۃ نور ایمان کی حفاظت ہوتی ہے تو یہ عمل اُس سے بہتر ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ رکھ کر آلہ تناسل کیطرف اشارہ کیا جائے معاذ اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ استغفر اللہ ربی واتوب الیہ۔

نوٹ۔ عینی صاحب گاذراں رجلبین سے ہیں بایں وجہ انہوں نے وضع یدین علی الصدر سے خشوع اور حفظ نور ایمان کی بے سُری دھنا سری الاپی ہے یہ بالکل بہکی ہوئی باتیں ہیں کہاں خارج میں وضع یدین علی الصدر اور کہاں کیفیات خشوع و خضوع اور کہاں

گوشت کا ہاتھ اور کہاں نورمانی الضمیر جسبیر صاحب نور ایمان کو سمجھنے کی قدرت نہیں پس یہ بکواس ہے ہاں اگر عینی صاحب غسل رجلین کرنے سے ماؤف الدماغ نہ ہو جاتے تو تحت السرہ (زیر ناف) کیلئے اشارۃ الی العورہ لکھا ہے اُسی خیال پر وضع الیدین علی الصدر کی نسبت اشارۃ الی الثدی لکھتے۔ جیسے بازاری لہجہ میں ہندوستان کے اوباش لوگ رنڈیونکو دیکھ کر جوش مستی میں اپنے سینہ پر ہاتھ مار کر کہہ بیٹھتے ہیں (ہائی جانی اور ہائے جانی پیٹا جئے) تو یہ دونوں اشارے خدا کی نسبت تو نہیں مگر امام جماعت کی نسبت موزوں ہو سکتے تھے کیونکہ جس زمانہ کا یہ ایجاد ہے اُس صدی میں حاکم اعلیٰ نماز پڑہایا کرتا تھا اور اُنہیں کے ظلم سے کارہین صلوۃ نماز پڑھتے تھے۔

مدح پنجم درطاعة

ویطیعون اللہ ورسولہ اور مومنین طاعت خدا ورسول کرتے ہیں اور کرینگے زمانہ حال واستقبال میں ظاہر ہے کہ طاعۃ معرفت سے ہوتی ہے اور طاعت کے بہت اقسام ہیں مثلاً گھوڑے۔ بیل وغیرہ کی طاعت یا حاکم اور ماں باپ اور اُستاد کی طاعات ایسے سب اقسام کی طاعات معرفت نہیں مانی جاتیں کیونکہ ان طاعات کو زیادہ تر معاش سے تعلق ہے معاد سے کم ہے اسی وجہ سے معاش کی متعلقہ طاعات معرفت نہیں کہلاتین پھر طاعت کی دو قسمیں ہیں ایک طاعت خوف سے ہوتی ہے اور دوسری رجا یعنی امید منفعت سے لیکن معاش کیلئے ایسی طاعات معرفت نہیں اور خدا ورسول کے لئے جسطرح طاعت کیجائے وہ احسن اور اُن دونوں کو معرفت کہتے ہیں اور معرفت عین علم ہے چونکہ عالم الغیب کی گواہی سے مومنین صاحب علم ثابت ہوئے اس لئے مومنین کو جاہل سمجھنا کفر ہے۔

مؤمنین کے صاحب علم ہونیکی یہ بدیہی دلیل ہے کہ آج کوئی اسلامی فرقہ مومنین کی کسی کتاب اور عمل سے یہ ثابت نہین کر سکتا کہ کتب شیعہ میں فلان امام یا مجتہد مقبولہ کا قول قران یا حدیث متواترہ فریقین کے خلاف ہے یا خلاف عقل ہے

اور منافقین کے عمل اور اُنکی کتب حال و سابق میں ایسے عیب سیکڑوں ہیں جنکا ردو قدح صدیوں سے چلا آرہا ہے اور اب اس چودھوین صدی میں عیسائی اور فرقہ آریہ سے منافقین کو پناہ نہیں ملتی دوسری دلیل مومنین کے صاحب علم و معرفت ہونیکی یہ بھی ہے کہ جو جو احکام قران و احادیث متواترہ سے پائے جاتے ہیں اُن پر بجنسہ اسیطرح عمل ہے کہ جسطرح رسول اللہ نے فرمایا یا ائمہ ہدیٰ نے۔ اُن میں نہ تشریع ہے نہ اجتہاد نہ کمی ہے نہ زیادتی نہ تغیر ہے نہ تبدل۔ الان کما کان ہیں خواہ وہ اعمال اعتقادی ہوں یا تعبدی یا معاملاتی یا اخلاقی۔

ذم پنجم در نسیان

نسوا اللہ فنسیہم یعنی منافقین خدا کو بھول گئے پس خدا بھی اُنکو بھول گیا یہ فقرہ لیطیعون اللہ و رسولہ کے مقابلہ کا ہے تو اِس میں بھی نسوا اللہ و رسولہ ہونا چاہیئے تھا تو یہ خدا کی طرف سے منافقین پر بہت بڑا طعن ہے چنانچہ تفسیر کشاف میں ہے کہ زمانہ رسول میں بعض منافق صحابہ کو محب خدا ہونیکا دعوٰے ہوگیا تھا اُسپر ارشاد خدا ہوا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی اے پیغمبر ان سے کہدو کہ اگر تم محب خدا ہونے کے مدعی ہو تو تم میری پیروی کرو اور اس ارشاد کی صراحت من یطع الرسول فقد اطاع اللہ سے فرمادی یعنی جسنے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی چونکہ منافقین روزہ۔ نماز۔ حج وغیرہ بے ٹکے پیسے کے اعمال تو بخوشی ادا کرتے تھے لیکن جان جوکھوں کے کام اور جہاد اور ادائے زکوۃ سے دبکی لگاتے تھے اور ان احکام کو پیغمبر کے ذاتی احکام سمجھ کر ٹال ٹول بتاتے تھے اس لئے خدا تعالےٰ نے نسوا اللہ سے یہ طعن کیا ہے کہ تم عظمت رسول کو نہیں بھولے بلکہ تم ہمکو ہی بھول گئے پس تمہارے اس تمرد کے سبب ہم بھی تمکو بھول گئے مراد یہ کہ ہم نے بھی تمکو نیک توفیق دینی ترک کردی چونکہ خدا تعالیٰ بھول چوک سے پاک ہے اس لئے اُسکی بھول صرف ترک توفیق ہوسکتی ہے اور کچھ نہیں۔ اس طعن خدا سے یہ ثابت ہوگیا کہ حقیقۃً ایمان اور نفس اسلام صرف طاعۃ

ہے اور جو طاعت رسول نہ ہو تو نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ سب بیکار بلکہ کفر کیونکہ قرآن اور احادیث معتبرہ سے یہ پایا جاتا ہے کہ حکم رسول ہو جانے کے بعد فرض خدا کا ترک واجب ہے چنانچہ ترمذی کتاب الواب فضائل القرآن باب ما جاء فی فضل فاتحہ صفحہ ۲۷۹ میں ابی ہریرہ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول خدا ابی بن کعب کی طرف سے گزرے اور فرمایا یا ابی جناب ابی نے پلٹ کر دیکھا مگر جواب نہ دیا کیونکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے پس ابی نے جلدی نماز ختم کی اور حاضر ہو کر السلام علیک یا رسول اللہ کہا۔ فقال علیک السلام وما منعک یا ابی ان تجیبنی اذ دعوتک فقال یا رسول اللہ انی کنت فی الصلوٰۃ قال افلم تجد فیما اوحی اللہ الیّ ان استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم قال بلیٰ ولا اعود انشاء اللہ۔ یعنی رسول اللہ نے سلام کا جواب دیکر فرمایا اے ابی میرے بلانے پر تجھے کس چیز نے روکا ابی نے عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ انحضرت نے فرمایا کیا تو نے قرآن میں نہیں دیکھا کہ خدا نے مجھے کیا اقتدار بخشا ہے ان استجیبوا اللہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم یعنی اے ایمان والو جب خدا اور رسول تمکو بلائیں تو فوراً حاضر ہو جاؤ کہ وہ تمکو زندہ کرے (یعنی روحانی تعلیم دے) ابی بن کعب نے عرض کیا کہ توبہ ہوئی آئندہ اداے جواب میں دیر نہ ہو گی انشاء اللہ تعالےٰ۔ اسی معنی میں بخاری کتاب التفسیر سورۂ انفال میں سعید بن معلیٰ سے منقول ہے کہ رسول اللہ نے اسی آیت سے ابن معلیٰ کو تنبیہہ فرمائی ہے حالانکہ رسول اللہ نے ابی اور سعید دونوں کو خود نماز پڑہتے دیکھ لیا تھا اور اسی حال میں انکو بلایا اور جب اُن دونوں نے نماز کا عذر پیش کیا تو رسول اللہ نے اُسے قبول نہیں فرما کر اپنی اطاعت کا قرآن سے استدلال کیا جس سے ثابت ہو گیا کہ حکم رسول کے بعد فرض خدا کا ترک بحکم خدا واجب ہے۔

لغت میں نسیان کے معنی بھولنا۔ ترک کر دینا اور ترک تین سبب سے ہوا کرتا ہے ایک بے غرضی دوسرے جہل تیسرے فتور دماغ کے سبب سے اور فتور دماغ کے بہت سے اسباب ہیں لیکن انکا مختصر یہ ہے کہ **طب** میں فساد تخیل اور فساد ذکر و فکر کو نسیان کہتے ہیں مگر جب قوۃ متفکرہ معلومات جزئیہ سے مقدمات عقلی کو ترتیب نہ دے سکے اُسکا نام خلل دماغ ہے اور جب خللِ دماغ اسباب فاسدہ سے مستحکم ہو جائے

تو اُسکا نام جنوں اور مالیخولیا ہے چونکہ عالم الغیب نے منافقین میں نسیان کی خبر دی ہے جو خبر احتمالِ کذب سے بالکل مبرّا ہے اسلئے اُن میں نسیان کامل و ناقص کے درجات ہونے لازم و واجب ہیں اور وہ اُنکے اعمال و عقاید اونکی کتب سے ثابت ہیں لہذا بعد تمہید ہم ایک ایسی آیت پیش کریں گے کہ جسکی تفسیر سے منافقین میں خللِ دماغ کے تمام درجات پائے جائیں گے انشاءاللہ تعالے۔

تمہید شرح غیب

خدا تعالےٰ نے زمانہ رسالت کے تمام واقعات اجمالی طور سے رسول اللہ کو سورۂ الم نشرح سے سمجھا دیئے تھے اور ختم زمانہ نبوت پر اپنے جانشین بنانیکا حکم دیدیا تھا جو سورہ مع ترجمہ حامل تفسیر ہم درج کرتے ہیں ملاحظہ ہو بسم اللہ الم نشرح لك صدرك و وضعنا عنك وزرك الذی انقض ظهرك و رفعنا لك ذكرك فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا فاذا فرغت فانصب والی ربك فرغب یعنی اے پیغمبر کیا ہم نے قبل اظہار نبوت تمکو نبوت و رسالت کے علم ما کان ما یکون سے واقف اور اُس سے شرح صدر نہیں کردیا تھا اور بموجب عَلَّمَكَ مَالَم تَكُن تعلم نبوت و رسالت کے نشیب و فراز نہیں جتا دئیے تھے اُن مصائب کے منجملہ قوم عرب کی بے ایمانیاں اور منافقین کی بدمعاشیاں کیا نہیں بتا دی تھیں جن مصیبتوں کا تصور تمہارے پیٹھ توڑے ڈالتا تھا کیا اُس بوجھ کو تم پر سے نہیں اُتار لیا (ضرور اُن سب مصائب میں کمی ہوگئی) کیا ہم نے تمہارا نام مُلک عرب میں نہیں پھیلا دیا یعنی وہ خود غرض لالچی وحشی قوم جو اپنے باپ کی آشنا نہ تھی بلکہ اندھیرے اجالے ماں بہن بیٹی کی سواری کس لیتی تھی وہ تمہارا کلمہ نہیں پڑھنے لگی ہاں تکلیف کے بعد راحت اور مشکل کے ساتھ آسانی ہے (جیسا کہ اس عالم شہادت میں ہماری مشیت نے سب کے لئے قاعدہ مقرر کر رکھا ہے ویسی ہی مشکلات تمکو کبھی پیش آئیں اور آئیں گی) مگر جیسے آیہ وانذر عشیرتک الاقربین کے نزول پر تم نے علی بن ابی طالب کو اپنی وصایت و نیابت ورحمت منہم المخلص کے نزول پر تم نے علی بن ابی طالب کو اپنی وصایت و نیابت

حاشیہ: تفسیر ... الم نشرح ۵

اپنے کنبہ میں ظاہر کر دیا تھا تو جب کار نبوت و رسالت کے کاموں سے فارغ ہو جاؤ تو مجمع عام
میں بھی علی کی جانشینی و وصایت کا اعلان کر کے اپنے رب کی تسبیح و تقدیس میں مشغول
ہو جانا) اگرچہ اپنی وفات کے دو سال قبل سے رسول اللہ اپنے انتقال کی خبریں دے
رہے تھے اور بالخصوص نزول اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ کے وقت سے کیونکہ اس بشارت
سے والی ربك فارغب کی یاد دہانی تھی یعنی فسبح بحمد ربك واستغفرہ انہ کان توابا
مگر رسول اللہ اجماع کثیر کے موقع کے فکر میں تھے کہ آپ نے حجۃ الوداع کا موقع تجویز فرمایا اور
سنہ ہجری میں حجۃ الوداع کیلئے دس بارہ ہزار صحابہ کو ساتھ لیکر مکہ معظمہ پہنچے اور
فاذا فرغت فانصب کی یاد دہانی میں یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك ان
علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ نازل ہوا یعنی اے رسول حسب
قرار داد جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے حکم ہو چکا ہے اُس کا اعلان کر دو کہ علی تمام مومنین
کے مالک و حاکم ہیں اور جو تم نے ایسا نہ کیا تو یقین جان لو کہ تم نے حق رسالت و نبوت ہی
ادا نہیں کیا کیونکہ علی کی مخالفت میں تو یہ منافقین اپنا مسلمان ہونا ظاہر بھی کریں گے جس سے
انکا نہیں تو اور بہتوں کا انجام بخیر ہوگا لیکن اگر بغیر اظہار ولایت علی ان کو بے سرا چھوڑ دیا تو
پھر یہ بدستور سابق مشرک ہو جائیں گے اور تمہاری ساری محنت برباد جائے گی اور تمکو
اگر منافقین کے شر و فساد کا خوف ہے تو جیسے آیہ انذر عشیرتک الاقربین کے وقت بنی ہاشم کے
فساد سے بچا لیا تھا ویسی ہی اس وقت بھی بچالیں گے پس ان تاکیدات کی بنا پر والیسی حجۃ الوداع
میں بمقام غدیر خم آنحضرت نے قیام فرما کر دس بارہ ہزار ہمراہیوں کو جمع فرما کر ایک طویل
خطبہ فرمایا اور اثنائے خطبہ میں تمام حاضرین کو خطاب کر کے فرمایا کہ میں تمہاری جان و مال
اور اولاد کا مالک ہوں یا نہیں سب نے اقرار کیا کہ بیشک آپ ہماری جان و مال اور اولاد کے
مالک اور حاکم ہیں اس اقرار لینے کے بعد رسول اللہ نے فرمایا من کنت مولاہ فھذا علی
مولاہ یعنی جس کا میں مالک و حاکم ہوں اُن سب کے آج سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام حاکم
ہیں پھر آنحضرت نے یہ دعا کی اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل
من خذلہ یعنی اے خدا جو علی سے محبت کرے تو اُس سے محبت کر اور جو اُس سے عداوت

کرے تو اس سے دشمنی کر اور جو علی کی مدد کرے تو اُسکی مدد کر اور جو اُسے شرمندہ کرے تو اُسے ذلیل کر اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا انی تارك فیکم الثقلین الخ یعنی میں تم میں دو قابل قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت ہیں جو انکا اتباع کریگا وہ ہرگز گمراہ نہ ہوگا اور میری عترت قیامت تک قرآن کے خلاف حکم نہ دے گی پس ان تمام پند ونصایح اور اطمینان دلانے کے بعد رسول اللہ نے خدا تعالےٰ کی طرف سے قیامت تک کی امت کے لئے یہ بشارت دیدی الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ یعنی ارشاد خدا ہوا کہ اے مطیعان پیغمبر میں نے آج تمہارا دین کامل کر دیا اور اس قبولیت واقرار واثق پر تم پر اپنی اعلیٰ نعمت واجب کر دی اور میں تمہارے اس اقرار واثق کی شرط پر تم سے راضی ہوا جس کا نام دین اسلام ہے پس اس خطبہ کے بعد لوگوں نے جناب امیر علیہ السلام کو ولیعہدی کی نذریں دین اور مبارک سلامت کا ایک شور برپا ہوا الغرض الجملہ حضرت عمر نے بھی حاضر ہو کر عرض کیا بخٍ بخٍ لك یا ابا الحسن اصبحت مولائی ومولا کل مؤمن ومومنۃ یعنی اے علی تمکو مبارک ہو کہ آج سے تم ہمارے اور تمام مومنین ومومنات کے مالک وحاکم ہوگئے۔ فی الحقیقت وہ نذرین اور اقرار ومبارکبادیاں جناب امیر کی خلافت کی بیعتیں تھیں اس کے بعد جناب حسان بن ثابت نے شان امیر المومنین میں قصیدہ پڑھا اور جلسہ برخاست اور مختلف سمتوں کے جانے والے رخصت ہوگئے اور پیغمبر خدا مدینہ پہنچکر اس واقعہ کے تخمیناً پونے دو ماہ تک تندرست رہے اور پندرہ دن مرض موت میں زہر سے انتقال ہوگیا۔

بدیہی امر ہے کہ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم کا نزول تمام تعلیم وحج اسلامی کے بعد ہوا ہے۔ جو روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ۔ خمس۔ جہاد وغیرہ احکام سے بالکل جدا اور دیگر بشارات قرانی سے بالکل الگ ہے اور قیامت تک تکمیل دین کے لئے بشارت بھی ہے جو مختلف زمان ومکان کے افراد امت کیلئے یکساں ہے پس اس آیت کا ہر لفظ اور ہر لفظ کا ہر حرف حکمت ومعرفت سے خالی نہیں ہو سکتا چونکہ امت محمدیہ کے اکثر افراد کے فہوم اُن دقیق حکمتوں اور معرفتوں کے سمجھنے سے قاصر میں لہذا خدا تعالےٰ نے اپنے وعدہ والذین

ﻟﮯ اور وہ لوگ جو ہمارے باب میں کوشش کرتے ہیں ہم انکو ضرور ضرور سیدھا رستہ دکھائیں گے

جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا کے مطابق جو کچھ القا فرمایا ہے اب ہم اس کے مطابق آیہ مجیدہ کی شرح کرتے ہیں بحول اللہ تعالیٰ و قوتہ

آیہ مجیدہ کی شرح غریب

قران مجید میں جو الفاظ ایسے ہوں کہ جنکے معانی و مطالب کسی جہت سے پوشیدہ اور عام فہم نہ ہوں تو اُن کے اخفا کے دور کرنے کے لئے لغت عرب یا آیت کے سیاق و قرینہ پر نظر کر کے بقید دین اسلام شرح کیجائے تو علم اصول تفسیر میں اُسکو شرح غریب کہتے ہیں۔

الممدعا ارشاد خدا ہوا **الیوم** یعنی آجکے دن یہ **پنج** حرفی لفظ ہے اس سے وہ پانچ حاضر قومیں مراد ہیں جنکے ابنا ان مقام غدیر خم پر حاضر اور مدعی اسلام ہیں یعنی ابنان یہود۔ نصاریٰ۔ بت پرست۔ ستارہ پرست۔ آتش پرست کہ یہ سب بظاہر آبائی دین ترک کر کے اسلام کے علاوہ خدا اور رسول کے محب خاص ہونیکے مدعی بھی تھے اُن سبکو بشارت دی گئی **اکملت** یعنی میں نے کامل کر دیا یہ بھی پنج حرفی لفظ ہے اس سے مراد پانچ اصول دین یعنی توحید۔ عدل۔ نبوت۔ امامت۔ قیامت۔ یعنی انکے بیانات قران سے از جزو تا کل تمکو سمجھا دئے گئے اب سے قیامت تک ان میں تغیر و تبدل اور کمی بیشی نہ ہوگی وہ کس میں **دینکم** یعنی تمہارے دین میں یہ بھی پنج حرفی ہے یعنی وہ ہی اصول دین جو ابھی بیان ہوئے یہ کامل کر دئے اس میں کمی بیشی نہ ہوگی **دین** کے معنی بدلا۔ جزا بس لفظ دین کے ارشاد سے یہ ایما ہے کما تدین تدان یعنی جیسا کروگے ویسا ہی اسکا بدلا پاؤگے۔

اتممت علیکم یعنی تم پر تمام کر دیں یہ دونوں پنج حرفی لفظ ہیں اتممت کے پانچ حرفوں سے مراد خمسہ نجبا یعنی محمد۔ علی۔ فاطمہ۔ حسن۔ حسین۔ اور علیکم سے مراد وہی پانچ اصول دین اور حرف علیکم ہمیشہ ایسے موقع پر امر واجب کیلئے آتا ہے جیسے کتب علیکم الصیام یا حرمت علیکم امہاتکم پس باتباع خمسہ نجبا پانچ اصول دین تم پر واجب کر دئے گئے **نعمتی** وہ میری نعمت ہیں یہ بھی پنج حرفی لفظ ہے اس سے مراد خمسہ نجبا کہ یہ پرانے درباری راکع و ساجد ہماری

نعمت ہیں اور کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق کے ارشاد میں جو
ہم نے فخلقت الخلق فرمایا ہے تو اس سے یہ ہی مخلوق اول مراد ہے اور انکے علاوہ جو کچھ
پیدا ہوا ہے وہ سب ان کے نور سے خواہ عرش۔ کرسی۔ لوح۔ قلم ہو یا ملائکہ۔ افلاک
شمس۔ قمر یا شجر۔ حجر۔ مدر پس ہم قدیم بالذات اور خمسہ نجباء قدیم بالزماں و مکان اسی
بنا پر ہم نے کہا ہے لولاک لما خلقت الافلاک یعنی اے محمدؐ اگر تم کو پیدا نہ کرتے تو
کچھ بھی پیدا نہ کرتے ان ہی وجوہ پر ہمارے پیغمبر نے جو دعوے کیا ہے اوّل ما خلق اللہ
نوری تو یہ انہوں نے سچا دعوے کیا ہے **نوٹ** رسول اللہ کے مخلوقِ اول ہونیکی آیات
قرآنی ہم تادیب المجانین حصہ دوم کے تبصرہ محبت میں لکھہ چکے ہیں وہاں ملاحظہ ہوں۔

خدا تعالیٰ نے جو خمسہ نجباء کو نعمتی کے لقب سے سرفراز فرمایا ہے وہ اس وجہ سے
بھی کہ انکا وجود باجود امان اہلِ ارض ہے جیساکہ احادیث فضائل عترت سے ثابت ہے
اور قرآن میں بھی ارشاد خدا ہے ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم (سورہ انفال رکوع ۴
۴) یعنی اے حبیب اللہ کا یہ کام نہیں کہ جس صورت میں کہ تم ان میں موجود ہو اور وہ
تمہاری امتِ بدپر عذاب نازل کرے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا اور عذاب نازل کرنے سے
ہمارا رحمت للعالمین کا لقب غلط ہو جاتا ہے چونکہ بموجب حدیث مشہورہ اولنا محمدؐ
واوسطنا محمدؐ و آخرنا محمدؐ وکلنا محمدؐ جملہ ائمہ اثنا عشر صلوات اللہ علیہم محمد ہیں اس
لئے امتِ بدکار اُن کے صدقہ میں عذاب الٰہی سے دنیا میں مامون ہے۔

المدعا ارشاد خدا ہوا رضیت لکم میں تم سے راضی ہوا۔ پس اس آیت کا پہلا
لکم اور یہ رضیت لکم سب ملاکر گیارہ حرف ہوئے ان گیارہ سے وہ ائمہ علیہم السلام مراد
ہیں جو جناب امیر علیہم السلام کے جانشین ازل سے مقرر ہو چکے تھے اور ان گیارہ میں کا بھی
ہر ایک امام الاسلام دیتا ہے جسکے گیارہ حروف ہیں پس ان گیارہ میں سے کسی ایک کا
مخالف سب کا مخالف اور ہر ایک کا مخالف کافر مانا جائے گا۔ پس آیہ مجیدہ سے خدا تعالیٰ نے

۱؎ میں پوشیدہ خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلایق کو پیدا کیا۔

۲؎ سب سے پہلے خدا نے میرا نور پیدا کیا ہے۔

کا یہ منشا ثابت ہو گیا کہ خمسہ نجباء اور ان کے جانشینوں کی شرط طاعت پر میں تم سے راضی ہوا نہ کہ تمہارے روزہ نماز۔ حج۔ زکواۃ وغیرہ کے ادا کرنے پر راضی ہوا **ظاہر** ہے کہ اگر خدا تعالے ان ہی فروعات کی ادا پر راضی ہوتا تو آیہ مجیدہ میں اکملت لکم صلواۃ کم وصیام کم وزکواۃ کم جیسے الفاظ ہوتے اکملت لکم دینکم نہ ہوتے کیونکہ صلواۃ۔ صوم۔ زکوۃ وغیرہ اعمال تو اور مذاہب میں بھی ہیں لیکن خمسہ نجباء کی شرط طاعت پر نجات کا وعدہ دنیا کے کسی مذہب میں نہیں ہے وہ صرف اسلام ہی ہے پس اس تحدیدی شرط پر خدا راضی ہوا ہے اور منافق اس شرط کے مخالف ہیں جو خلل دماغ کی دلیل اور مالیخولیا کی سند ہے۔

بعض ناآشنائے قران وحدیث اس شرح غریب کو ہماری مصنفہ سمجھیں گے کیونکہ آج تک کتب فریقین میں آیہ مجیدہ کی اس عنوان ومعنی سے کسی نے ایسی شرح نہیں کی اور جو کسی نے کی ہو تو وہ مشہور عالم نہیں پس اس خلفشار مٹانیکے لئے ہم مخالفین سے چند سوالات کرتے ہیں اُن میں غور کرنے سے سعید ارواح اس شرح غریب کو منجانب اللہ سمجھکر ہمکو اس الزام سے نجات دیں گی انشاء اللہ تعالے۔ **نوٹ** یاد رکھو کہ جسقدر احادیث ایسی ہیں جیسے حدیث خیر القرون اور خلافت نبوت تیس سال رہیگی اور ابوبکر کو بلاؤ کہ میں انکو لکھ دوں اور جناب عباس نے رسول اللہ کے مرض موت میں جناب علی سے کہا کہ تم اپنی خلافت کیلئے پوچھ لو اور جناب نے پوچھنے سے انکار کیا اور امامت ابوبکر وغیرہ پس یہ اور ایسے رنگ ومعانی کی جملہ احادیث۔ خطبہ غدیر خم اور آیہ الیوم اکملت لکم اور آیہ بلغ کے خلاف منافقین نے گھڑی ہیں جو رسول اللہ پر بہتان ہیں۔ خدا کے رسول حکم خدا کے خلاف زبان نہیں ہلا سکتے۔

موئیدات شرح غریب فی رد معتد مریب

یاد رکھو کہ جب آیات قرآنی میں دلیل سے مدلول کو لیں یا مصداق آیت کے تصور میں کوئی مشکل حائل ہو تو الفاظ و قرائن آیت کی بنا پر اس کے عمل کرنیکو علم اصول تفسیر میں توجیہ مشکل کہتے ہیں پس شرح غریب بجہت بد اعتقادی منافقین کے لئے توجیہ مشکل ہے مگر مومنین بشہادت خدا اہل معرفت ثابت ہو چکے ہیں اس لئے آیہ مجیدہ کی نسبت اب تک ہم نے جو کچھ

لکھا اور آئندہ اس کی نسبت لکھنے والے ہیں وہ سب مضامین مومنین کے لئے بدیہات سے ہیں اُن کے لئے اِن قاعدوں کے اظہار کی ضرورت نہیں وہ ہمارے اظہار سے پہلے ہی مانے ہوئے ہیں اسی وجہہ سے خدا و رسول نے ان کو لقب مومن سے سرفرازی بخشی ہے اور اور ان کے مخالفین کو کفر و نفاق سے جنکو یہ شرح الٹو کھی دکھائی دیتی ہے۔

اول۔ بتاؤ کہ کعبہ بلکہ سمت کعبہ تک قبلہ اسلام کیوں مقرر ہوا۔ اگر کہو کہ خلیل اللہ جیسے شخص کے ہاتھ کا بنا ہوا تھا اسوجہ سے قبلہ اسلام مقرر ہوا تو اُس پر یہ ایراد ہوتا ہے کہ بہ کثرت انبیاء کا قبلہ بیت المقدس تھا تو کیا ان زمانوں میں اعزاز خلت میں کمی ہو گئی تھی یا وہ حضرت ابراہیم سے زیادہ مرتبہ کے تھے تو ایسا قرآن و احادیث سے ثابت نہیں اور جو کہو کہ شریعت محمدی ملتِ ابراہیمی پر ہے اور کعبہ اُنکا ساختہ پرداختہ ہے اس باعث سے کعبہ قبلۂ اسلام بنا تو اس حجت سے نفس اسلام کو جو آدم صفی اللہ سے رسول اللہ تک ایک مرکز پر مانا ہوا ہے ایک نہیں ثابت ہوگا دوم جس زمانہ میں قولِ[1] وجهك شطر المسجد الحرام حکم ہوا اُس زمانہ میں ملت ابراہیمی کے خلاف کعبہ بتخانہ تھا جس میں تین سو ساٹھ بُت خدائی کر رہے تھے پس بتخانہ کی طرف تعبدی سجدہ کا حکم منجر بشرک کہا جا سکتا ہے دوم جبکہ اینما تولوا فثم وجه الله ارشاد خدا ہو چکا تھا یعنی جدہر تم مُنہ کروگے وجہ اللہ کو پاؤگے تو پھر حیث ما کنتم فولوا وجوهكم شطره کے اضافہ کی کیا ضرورت تھی یعنی جہاں کہیں تم ہو تو بروقت نماز کعبہ کی طرف مونہہ کر لیا کرو مگر ہاں خدا کے نزدیک کعبہ کو قبلہ اسلام قرار دینے کی بڑی خواہش اور ضرورت تھی وہ یہ کہ کعبہ کو جناب امیر علیہ السلام کے مولد بننے کا شرف ازل میں حاصل ہو چکا تھا اسی شرف کی بنا پر کعبہ کو مسجد الحرام کے لقب سے یاد فرمایا گیا ہے ورنہ کعبہ اس وجہہ سے کعبہ کہا جاتا ہے کہ وہ ہشت پہل بنا ہوا ہے۔ پھر اس شرف پر اضافہ کہ اس کو بیت اللہ بھی فرمایا گیا ہے ورنہ بدیہی امر ہے کہ اُس لامکان کا بیت کیسا۔ پھر اس مولد یعنی زچہ خانہ جناب امیر علیہ السلام پر سنے صدقہ قربان ہونا بھی اہل اسلام پر واجب کر دیا اگر نہ کرو تو حج ادا نہیں ہوتا اور جو کہو کہ یہ قدیم

---

[1] یعنی تو اپنا مونہہ مسجد حرام کی طرف کرلے۔

رسم تھی تو اس کے دو جواب ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ ازل سے ہی خانہ کعبہ کا زچہ خانہ بننا منظور ہو چکا تھا اس لئے قدامت سے زچہ خانہ کا طواف تقدیروں میں مقدر کر دیا گیا دوسرا جواب یہ کہ کفار کی بہت سی حج کی رسموں کو رسول اللہ نے موقوف کیا طواف کی رسم کو بھی موقوف کر سکتے تھے۔ لیکن خدا تعالےٰ خود ہواہ خواہ علی تھا اسلیئے خدا نے زچہ خانہ امیر المومنین کو ایسی سمت میں رکھا کہ آج تمام مسلمانان ہند نجف اشرف کیطرف یا کربلا کی کیطرف سجدہ کرتے ہیں پس یہ رسم نہ قبل اسلام مٹ سکی اور نہ اب قیامت تک یہ رسم موقوف ہو سکتی ہے لہذا اب سوچو کہ شان علی کیا ہے اور شرح غیب کی مصداق ہو سکتی ہے یا نہیں۔

دوم۔ بتاؤ کہ الحمد کہ جسکا نام خدا نے اُم الکتاب بھی فرمایا ہے یہ دو بار کیوں نازل ہوئی جسکے سبب اسکو سبع مثانی بھی کہا جاتا ہے یعنی ایک دفعہ اول بعثت قبل ہجرت نازل ہوئی اور تمام سورتوں کے بعد بھی یہ ہی سورۃ نازل ہوئی چنانچہ درِ منثور سیوطی میں ہے عن عبد اللہ بن جابر ان رسول اللہ صلعم قال لا اخبرك باخر سورۃ نزلت فی القران قلت بلی یا رسول اللہ قال فاتحہ الکتاب یعنی عبد اللہ بن جابر انصاری سے رسول اللہ نے فرمایا کہ اے ابن جابر کیا میں تجھے نہ بتاؤں کہ سب سے آخر کونسی سورۃ نازل ہوئی عبد اللہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ بتائیے آپنے فرمایا کہ وہ سورۃ الحمد ہے انتہی۔ اب سوچو کہ رسول اللہ بے فائدہ تو بات کرتے نہ ہوں گے تو الحمد کے دو بار نازل ہونیکے سبب کے اظہار کی ضرورت ہو گی جو آپنے انصاری موصوف کو جتایا اور بخاری کتاب التفسیر سورہ انفال میں سعید بن معلی سے منقول ہے کہ انحضرت نے فرمایا کہ الحمد سب سے بڑی سورۃ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ قران عظیم جو مجھے ملا ہے وہ یہ سبع مثانی یعنی الحمد ہے ظاہر ہے کہ الحمد سے تو بکثرت بڑی سورتیں ہیں اور سورہ بقر سب سورتوں سے بڑی ہے اس سے معلوم ہوا کہ الحمد کے بڑے ہونے سے اُسکی عظمت مراد ہے۔ دوم اس مختصر سورۃ کو قران عظیم بھی فرمایا ہے حالانکہ مجموعہ قران الحمد سے بہت بڑھا ہوا ہے پس اس سے بھی عظمت ہی مراد ہو سکتی ہے لیکن اس عظمت کا بھید نہ معلوم ہوا کہ تمام قران

سے زیادہ وجہ عظمت کیا ہے کیونکہ حکمت اور حمد و ثنا جسقدر اور آیات میں ہے یہ رنگ ویسی اور اور اُنتی الحمد میں کہاں اور جیسی گہری توحید قل ہو اللہ میں ہے الحمد میں کہاں ہے مگر یہاں اس کے دوبار نازل ہونے اور اظہار عظمت کا سبب کچھ اور ہے اور وہ یہ کہ الحمد میں چودہ معصوم ہستیوں کا مجموعہ سارے قرآن میں اس شان سے نہیں کہ ظاہری تعلیم اور خصوصیت دعا کی ترکیب بتائی جارہی ہے اور چودہ معصوم ہستیاں بھی موجود ہیں پانچ اصول دین بھی اُن کے ساتھ ساتھ ہیں وہ تعلیم دعا یہ ہے اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم اهدنا پنج حرفی لفظ ہے ان سے خمسہ نجباء اور الصراط المستقیم کے چودہ حرفوں سے چودہ معصوم مراد اور انعمت کے پانچ حرفوں سے مراد پانچ اصول دین تو اب اس آیت کا یہ مطلب ہوا کہ اے خدا خمسہ نجباء کی محبت و طاعت میں قایم رکھ اور اُن چودہ معصوم ہستیوں کے رستہ پہ چلا جن پہ تو نے اپنی نعمت واجب کردی ہے اور کس وجہ سے واجب کی ہے کہ وہ باعث اشاعت توحید ہیں دیکھئے یہاں بھی وہی لفظ انعمت موجود ہے اور ہمارے تدبر کے مطابق "ا" سے مراد امامت اور "ن" سے مراد نبوت اور "ع" سے مراد عدل اور "م" سے مراد معاد یعنی قیامت اس ترتیب سے یہ ظاہر ہوا کہ ان چاروں کو اسی ترتیب سے پہلے مان لو تو پھر "ت" سے توحید صحیح مانی جائیگی اور جو اہلحدیث اور اہل قرآن کی طرح سب کو اڑا کر توحید کے گرد گھما رہے تو کافر مطلق کیونکہ قرآن میں ہے ومن الناس من يقول آمنا بالله واليوم الآخر وما هم بمؤمنين یعنی جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم خدا اور قیامت پر ایمان لائے تو وہ مومن نہیں یعنی کافر ہیں الغرض الحمد کے جو کچھ فضائل ہم نے بیان کئے وہ ہمارا ایجاد نہیں بلکہ چلتے چلاتے اس حدیث پر بھی غور کرلو لا صلوٰة الا بفاتحة الكتاب یعنی اگر الحمد نماز میں نہ پڑھی ہو تو وہ نماز نہ۔ – اسی طرح

سبط ابن جوزی نے تذکرہ خواص الائمہ میں نزول آیہ زیر بحث کا دو مقام پر بتایا ہے یہ۔

ایک دفعہ مقام عرفات میں نازل ہوئی اور دوسری دفعہ مقام غدیر خم پر۔

سوم بتاؤ کہ مسلم کتاب الامارہ میں جو ارشاد رسول مسلمہ بین الفریقین ہے من لم یعرف

راب اسی بنا پر امام نے فرمایا ہے کہ صلوٰۃ سے مراد آل محمد ہے

امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاہلیۃ یعنی جسنے اپنے امام کو نہ پہچانا وہ جاہلیت یعنی کفر ہو کر مرا یہ کیوں اضافہ فرمایا من قال لا الٰہ الا اللّٰہ دخل الجنت کا کلیہ کافی تھا اور بدیہیات اسلام سے ہے کہ کسی پر کفر کا اطلاق بغیر ترک واجب کے نہیں ہو سکتا۔ لیکن موحد کامل الایمان نہیں ہو سکتا۔ بایں وجہ اس حدیث متواترہ سے معرفت امام زمانہ واجب ثابت ہوئی جو وجوب شرح غریب کا مؤید ہے۔

نوٹ جمہور اسلام کا دعوےٰ ہے کہ تمام انبیاء و مرسلین اور ان کے اوصیاء یہ سب اعلائے توحید کے لئے مقرر ہوئے تھے مگر حدیث من لم یعرف امام زمانہ الخ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے پیغمبر خدا صلعم اعلائے امامت کیلئے مگر ایسا خیال بالکل غلط ہے فی الحقیقت ہمارے محمد صلی اللہ علیہ والہٖ بھی اعلائے توحید کیلئے تشریف لائے تھے اور ایسی توحید پھیلائی کہ آپ سے پہلے کسی کتب سماوی و غیر سماوی سے ثابت نہیں لیکن حدیث من لم یعرف امام زمانہ کے ارشاد سے یہ غرض ہے کہ امام دو طرح کے ہوں گے ایک ہادی دوسرے مضل پس اگر ائمہ ہادی و مضل میں امتیاز نہ کیا تو کفر پر خاتمہ ہوگا کیونکہ امام مضل ایسی توحید بتائے گا جیسے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے مریدوں کو تعلیم دی ہے کہ معاذ اللہ نقل کفر کفر نہ باشد۔ خدا تعالےٰ نے مجھ پر طاقت رجولیت ظاہر فرمائی اور مجھے حمل رہ گیا اور دس ماہ بعد دردِ زہ ہوا اور مریم سے مجھے عیسےٰ بنا دیا گیا۔ (دیکھو تادیب المجانین حصہ دوم جواب ۲۲) نعوذ باللہ۔ لیکن حقیقی امام زمانہ ایسی باجی توحید ہرگز نہ بتائیگا کیونکہ اُسکے پاس توحید خدا کا یہ پہلا سبق ہے اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد یعنی وہ اکیلا ہے غنی ہے نہ اس نے کسیکو جنا اور نہ کسیکو جنوایا اور ہرگز اس کا کوئی کفو یعنی جورو بیٹی بیٹا نہیں ہے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ مرسلین صاحب شریعت ہوتے ہیں اور اُن کے محدود زمانہ گزرنیکے بعد ائمہ اوصیاء کا زمانہ طویل ہوتا ہے جیسے جناب موسےٰ علیہ السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بکثرت انبیاء گزرے جو سب کے سب اوصیاء و امام جناب موسیٰ تھے اور وہ سب توریت کی اشاعت کرتے رہے جسکا زمانہ تقریباً دو ہزار سال کا ہے پس

ائمہ متصدی شریعت ہوتے ہیں پس بعد رسول اُمت کی دیکھ بھال اور نگرانی اُنکے ذمہ ہوتی ہے اور امت کے جوابدہ وہی ہوتے ہیں اسی باعث سے خدا نے فرمایا یوم ندعوا کل اناس بامامہم یعنی ہم قیامت میں تمام لوگوں کو اُن کے امام کے ساتھ بلائیں گے (پندرہ پارہ) اور اس آیت کی تائید پارہ ۱۴ رکوع ۱۸ میں ہے یوم نبعث من کل امۃ شہید یعنی ہم قیامت میں تمام امتوں کو اُن کے نگراں کے ساتھ اُٹھائیں گے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ امت کو جو کچھ تعلق ہے وہ امام زمانہ سے ہے۔ پس بارگاہ رب العزت میں جو کچھ عرض معروض ہو وہ امام کے ذریعہ سے ہونی چاہیئے جیسا کہ قیام صلوٰۃ میں اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم کی تعلیم اور جلسہ صلوٰۃ میں درود کے وجوب اور سلام صالحین کی ہدایت سے ثابت ہے اسی وجہ سے ارشاد خدا ہے (وابتغوا الیہ الوسیلہ) یعنی تصدیق ایمان کے بعد ہماری بارگاہ میں حصول رسوخ کے لئے وسیلہ بھی ڈھونڈ لو ورنہ ایسا نہ ہو کہ القیا فی جہنم کل کفار عنید کی جھپیٹ میں آجاؤ یعنی سورہ ق میں ہے وہ دونوں یعنی محمد اور علی کفار و عنید کو قیامت میں داخل جہنم کریں گے۔

چہارم پانچویں پارہ رکوع ۵ میں ہے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہؤلاء شہیدا یعنی اے پیغمبر قیامت میں جب ہم لوگوں کو ان کے نگراں کے ساتھ بلائینگے تو انکی کیا حالت ہو گی اور اے پیغمبر اُن نگرانوں پر تمکو گواہ بنائیں گے تو بتایا جائے کہ وہ نگران امت کون ہوں گے کہ جن کے گواہ پیغمبر خدا بنائے جائینگے تو ہماری عقل سلیم تو یہ بتاتی ہے کہ وہ نگران امت آل محمد ہوں گے کہ رسول جنکے حوالے کر گئے تھے اور جو کسی کے عقیدہ میں وہ نگراں ابوبکر و عمر ہوں تو وہ بھی درست ہے کیونکہ وہ بھی امام مانے گئے اور آج بھی امام مانے جاتے ہیں۔ لیکن پیروان آل محمد کے وہ امام نہیں وہ اپنے ماننے والوں کے ساتھ ہوں گے۔ کیونکہ یہ حشر غلامان علی با علی ؑ حشر غلامان عمر با عمر۔

پنجم بتاؤ کہ نماز کے ہر جلسہ میں جو اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کروڑوں مسلمان نماز

پنجگانہ میں پڑہنے میں تو اسکا کیا سبب ہے کیونکہ قرآن میں تو یہ خبر ہے ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی اور مسلمانوں کو یہ حکم ہوا ہے کہ صلوا علیہ وسلموا تسلیما ان دونوں آیتوں میں آل کا کہیں ذکر نہیں اور فریقین میں نماز وغیرہ نماز میں درود کی بڑی تاکید اور عظمت پائی جاتی ہے چنانچہ صواعق محرقہ ابن حجر مکی میں ہے آنحضرت نے فرمایا لا تصلو صلوۃ البترا قال وما الصلوۃ البترا قال رسول اللہ صلعم یقولون اللھم صل علی محمد وتمسکون بی قولوا اللھم صل علی محمد وآل محمد یعنی آنحضرت نے فرمایا تم لوگ درود ناقص نہ پڑھا کرو صحابہ نے عرض کیا صلوۃ بترا یعنی درود ناقص کیا ہے آنحضرت نے فرمایا کہ تم لوگ اللھم صل علی محمد پڑھ کر چپ ہو رہتے ہو الیس یہ صلوٰۃ بترا ہے) بلکہ یوں پڑھا کرو اللھم صل علی محمد وآل محمد بدیہی امر ہے کہ صاحب ما ینطق عن الھوی اپنی ذاتی خواہش سے ایسا ہرگز نہیں کر سکتے کہ خدا نے اُن پر درود بھیجنے کا حکم دیا اور انہوں نے اپنی طرف سے اپنی آل پر درود کا اضافہ کردیا معاذ اللہ یہ تو کفر ہے اور بقرار اتبع الا ما یوحی الی من ربی کے خلاف مگر حقیقت امر یہ ہے کہ نزول آیہ موصوف ان الفاظ سے ہوا تھا صلوا علیہ وآلہ وسلموا التسلیما چونکہ ایسے موقع پر قرآن میں لفظ آل محمد کے رہنے سے جامعان قرآن کا کفر ثابت ہوتا تھا اس مجبوری سے جامعان قرآن نے انتظاماً لفظ (آلہ) کو قرآن سے نکال دیا لیکن اصل محافظ قرآن کے قرآن میں (آلہ) کا لفظ موجود ہے پس جبکہ خدا اور رسول کی طرف سے آل محمد کا یہ رتبہ ہے کہ عبادت خدا میں ختم المرسلین کے برابر صلوٰۃ کے مستحق ہیں تو ضرور ہے کہ محمد اور آل محمد عصمت میں مساوی اور تقرب احدیث میں شریک و سہیم اور لاینال عھدی الظالمین کے دخدغے اور خدشے سے بالکل پاک لہٰذا انصاف کیا جائے کہ یہ پانچ مویدات عقلی بر بنائے منقولات موثق و معتبر ہمارے ساختہ پرداختہ ہیں یا علمائے فریقین میں سے بھی کسی نے ان عقائد اور دلائل کا اظہار کیا ہے چونکہ آل محمد کے ایسے فضائل بلکہ ان سے بہت زیادہ علمائے فریقین نے اپنی اپنی تالیفات میں درج کئے ہیں بایں وجہ اس شرح غریب کے موجد ہونے کے الزام سے ہم بری اور رسا فقلین کی نسبت خدا کا لسواللہ فرمانا صحیح۔

مدح ششم درمجالسِ حسینؑ

اولٰئک سیرحمہم اللہ ان اللہ عزیز حکیم یعنی وہ زمانہ بہت قریب ہے کہ مومنین پر اللہ تعالےٰ رحم کرے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے اس آخری فقرہ میں دو جملے ہیں ایک میں وعدہ نزول رحمت ہے اور دوسرے میں اظہار حکمت وغلبہ اور یہ کلیہ مشہور ہے کہ فعل الحکیم لایخلوا عن الحکمۃ یعنی حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا۔ پس اب ہم ان دونوں فقروں کی شرح کرتے ہیں۔

وجہ نزول رحمۃ یہ ہے کہ مومنین من یطع الرسول فقد اطاع اللہ کے ارشاد کے بموجب پورے عامل ہیں یعنی رسول اور اُن کے معصوم جانشینوں نے جس طرح اصول دین اور فروع دین تعلیم فرمائے ہیں اون میں نہ تشریح کی گئی ہے نہ اجتہاد نہ کمی ہے نہ بیشی نہ تغیر ہے نہ تبدل اور آیہ مباہلہ اور آیہ تطہیر کی بنا پر آل محمدؐ اور اون کے جانشینوں کو معصوم عن الخطا والنسیان جانتے ہیں اور مانتے ہیں اور آیہ مودۃ کی بنا پر چودہ معصوموں پر سے تمام مومنین اپنی جان ومال اور اولاد حتی کہ اپنی آبرو تک قربان کرنے میں دریغ نہیں کرتے اون کی خوشی میں خوشی اور غم میں غم کرتے ہیں اور سب سے زیادہ جناب امام حسین علیہ السلام کا غم کرتے ہیں کہ رسول اللہ کو اپنی تمام آل میں سب سے زیادہ رغبت ان سے تھی۔

دوم:۔ اس غم کے قیام کا محرک اول خدا تعالیٰ ہے کہ جس نے بذریعہ جبریل علیہ السلام قبل واقعہ کربلا کے مصائب کی خبر رسول اللہ کو دی کہ جیسے اپنے اور بیگانوں کو شریک حال یہ شریک غم کرنے کے لئے دنیا میں خبر دیا کرتے ہیں پس رسول اللہ نے اس خبر پر بہت جزع و فزع کیا اور پھر یہ خبر جناب امیر اور جناب سیدہ صلوات اللہ علیہا کو دی گئی تو اوس ٹھیک پتا کا کیا پوچھنا اور پھر یہ خبر تمام بنی ہاشم میں پھیلی اور جن جن کو محمدؐ وآل محمدؐ سے لگاؤ تھا وہ سب مغموم ہوئے اور جناب امیر علیہ السلام کے دل پر اپنی حیات تک داغ رہا۔ چنانچہ جب آپ نے جنگ صفین

کے جہاد کے لئے سفر فرمایا اور میدان کربلا پر جب آپ کا گذر ہوا تو آپ مصائب حسین یاد کر کے بہت روئے تھے اور واقعہ کربلا کے بعد علاوہ فرقہ شیعہ کے بھی ایک عالم میں ماتم پڑ گیا جو بلا لحاظ و بلا قید مذہب سعید ہستیاں روتی رہیں اور آجتک ہند و سندھ میں اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے۔ پس اون ہی اخبار و آثار اور مشاہدوں پر مومنین مجالس عزائے حسینؑ کرتے رہتے ہیں۔ یہ اون کا ذاتی ایجاد نہیں۔

تبصرہ در تاریخ دُلدُل و علم و ضریح

بعض دلدان ضنیزی و مقتیٔ کی نسلوں کے یادگار علم و ضریح و دلدل وغیرہ کو بدعت سیئہ قرار دیکر بہت طعن کیا کرتے ہیں۔ لیکن اون کو معلوم نہیں کہ بدعت دو قسم پر ہے ایک بدعت سئیہ اور دوسری بدعت حسنہ تو علم۔ ضریح۔ دلدل وغیرہ کی بدعت اُن ہی دلدان ضنیزی و منتقی کی نسلوں کے لئے بدعت سئیہ ہے کیونکہ ان یادگاروں سے اون کے اجداد کے کفر و مردودیت کا پتہ لگتا ہے جس سے بعض سعید روحیں متنبہ ہو کر مذہب آبائی پر لعنت کرنے لگتی ہیں۔

دوسری بدعت حسنہ جو حضرت عمر کی ایجادی بدعت ہے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں جماعت سے تراویح نہ تھی اور حضرت عمر نے اپنے مجوزہ محرفہ قرآن کی اشاعت کی نظر سے اوسے جاری کیا تو اوس بدعت کا نام اونہوں نے نعم البدعۃ (بخاری) رکھا تھا۔ لیکن شیعوں کی بدعت حسنہ وہ ہے کہ جسکے موجد رسول اللہ ہیں اور اس بدعت میں خدا بھی شریک ہے۔

دلدل کی تاریخ یہ ہے کہ ایک سبزہ خچر رسول اللہ نے خریدا تھا جو بعد رسول جناب امیر علیہ السلام کو پہنچا تھا (بخاری پارہ گیارہ کتاب الجہاد باب البغلۃ النبی صلعم البیضاء) اور بعد واقعہ کربلا محمد حنیفہ کے پاس اندھا ہو کر مار گیا۔

علم مبارک کی یہ تاریخ ہے کہ جنگ خیبر میں رسول اللہ نے جناب

علی علیہ السلام کو دیا تھا وہ یادگار جناب امام حسین علیہ السلام کو پہونچی اور ذوالجناح بروز قتال زیر ران تھا۔ چونکہ ہر قوم اپنے بزرگوں کی یادگاروں کی عظمت کیا کرتی ہے۔ پس شیعہ بھی دلدل اور ذوالجناح وعلم کی عظمت کرتے ہیں اگر اصل میسر نہیں تو اون کی نقلوں ہی سے اپنا ایمان تازہ کر لیتے ہیں جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے نقشوں سے مسلمان کرتے ہیں۔ اور بزرگوں کی عظمت کی یہ تعلیم قرآن نے دی ہے۔ چنانچہ پارہ دو رکوع ۱۵ میں ہے قال لهم نبيهم ان آية ملكه ان ياتيكم التابوت فيه سكينة من ربكم وبقية مماترك آل موسى وآل هارون تحمله الملائكة ان في ذلك لآية لكم ان كنتم مومنين۔

پس جبکہ حضرت موسیٰ و ہارون علیہم السلام کے تبرکات فرشتے اٹھائے پھرتے تھے تو ہمارے افضل المرسلین کی آل بعد خاتم النبیین سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ پس اون کے یادگاروں کی نقلوں کو ان کنتم مومنین کی شرط پر اگر مومنین اون کی عظمت کرتے ہیں تو کیا یہ کفر ہو سکتی ہے اور مخالفین اپنے معتقد علیہ حضرات کی ایسی تعظیم جو نہیں کرتے تو کیا شیعہ کے منع کرنے سے یا وہ اس لائق ہی نہ تھے کہ اون کے لئے کوئی یادگار قائم کی جاتی۔ وہ تو خس کم جہاں پاک کی مثل کے مصداق تھے اور جو اون میں اپنی ہی کتب سے حسین علیہ السلام کے سائنس کی سی قابلیت ہی ثابت کر دو تو واللہ ثم باللہ اون کے پیٹنے اور رونے کے لئے میں موجود ہوں۔

اب رہی ضریح امام کی نقل یعنی تعزیہ کو بدعت و شرک بتانا تو ایسی بدعت و شرک سے دنیا خالی نہیں۔ چنانچہ مکہ، مدینہ۔ بیت المقدس کے نقشہ بنانے والے اور اون کو اپنے گھروں میں چوکھٹے لگا کر رکھنے والے ایسے سب مسلمان بدعتی اور مشرک ہیں۔ اسی طرح حج بیت اللہ اور زیارت مدینہ کرنے والے اور مزارات اولیاء اللہ پر جانے والے یہ بھی سب مشرک ہیں اور بالخصوص کعبہ کی طرف تمام سجدہ کرنے والے بھی۔ لیکن تعزیہ کو کوئی سجدہ نہیں کرتا اور سب سے بڑھ کر تو اللہ میاں مشرک جو انسان اور حیوانوں کے مجسمے بنا بنا کر بھیجتے رہتے ہیں۔

دوسرا فقرہ ان اللہ عزیز حکیم یعنی اللہ بڑا زبردست حکمت والا ہے تو خدا کی اس صفت میں کوئی شبہ نہیں اوسنے مصائب حسین سے بھی یہ کام لیا ہے

کہ مجالس حسین کو درسگاہ علوم بنا دیا ہے۔ پس جو جاہل بھی اوس کا دلدادہ ہو جاتا ہے وہ صاحب علم و فضل ہو جاتا ہے جس سے منافقین کے علماء دبکتے ہیں جسکی نظیر میں ہوں اور جو کسی خارجی کو یقین نہ ہو تو وہ سال دو سال اس عمل کو کر کے دیکھ لے ہمارا مشاہدہ غلط نہیں اور کسی سعید روح نے ہمارے اس دعوی کو نظم بھی کر دیا ہے ؎

اے صل علی مجلس پر نور حسین

ناری بھی یہاں آئے تو نوری ہو جائے

+

ذم ششم در فسق و نفاق

ان المنفقین ھم الفسقون۔ یعنی بیشک منافقین نافرمان خدا اور رسول ہیں۔ چونکہ منافقین اپنے تئیں سچا مومن ظاہر کرنے لگے تھے۔ اسوجہ سے خدا نے حرف تاکید (ان) سے اعلان کر دیا کہ منافقین آثم۔ کاذب۔ غادر۔ خائن۔ بے شرم۔ بے حیا ہیں۔ چنانچہ منافقین کی ابتداء جہاں سے ہوئی ہے وہ اعلی درجہ کے اثم۔ کاذب۔ غادر۔ خائن۔ بے شرم۔ بے حیا تھے۔ اگرچہ ہمارا یہ لکھنا منافقین کو ناگوار تو بیشک ہوگا لیکن جب اون کی ہی کتب سے اون کے بانیان مذہب میں یہ صفات پائے جاتے ہیں تو ہم صفات کے ظاہر کرنے میں مجرم نہیں اگر وہ باتیں کفر ہیں تو اوسکے ذمہ دار منافقین کے گروہ کے مولف و مصنف ہیں نہ کہ ہم۔ چنانچہ اب ہم اوسکی کسیقدر تفصیل کر دیتے ہیں۔

شیخ اول کی خاندانی بیحیائی

قرۃ العینین شاہ ولی اللہ محدث دہلوی صفحہ ۱۱ پر ہے عن حبیب مولی عروہ قال لما ماتت خدیجۃ حزن علیہا النبی صلعم فاتاہ ابوبکر بعائیشہ فقال یا رسول اللہ ھذہ تذھب ببعض حزنک وان فی ھذا خلفا

پیغام نکاح، عائشہ

درخواست زفاف عائشہ

من خدیجة ثم ردها فکان رسول اللہ صلعم یختلف الی ابی بکر و اخرجہ الحاکم من طریق محمد بن عمرو عن عائشة قالت قدمنا المدینة فنزلت مع عیال ابی بکر و نزل الی رسول اللہ صلعم وھو یومئذ یبنی المسجد و ابیاتنا حول المسجد فانزل فیھا اھلہ و مکثنا ایاما فی منزل ابی بکر قال یا رسول اللہ ما یمنعک ان تبنی باھلک فقال رسول اللہ الصداق واعطاہ ابوبکر اثنی عشر اوقیہ ونشا فبعث الینا و بنی بی رسول اللہ فی بیتی ھذا الذی انا فیہ یعنی عروہ بن زبیر کے غلام حبیب نے کہا کہ جب حضرت خدیجہ کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ غمگین رہتے تھے پس ابوبکر عائشہ کو لیکر آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس لڑکی سے آپکا غم غلط ہوگا اسکے بعد عائشہ کو اپنے ساتھ واپس لے گئے پس اسوقت سے رسول اللہ ابوبکر کے گھر آنے جانے لگے اور حاکم نے بسند محمد بن عمر اور انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے عائشہ نے کہا جب ہم مدینہ آئے تو ہم اپنے باپ کے ہاں رہے اس زمانہ میں آنحضرت مسجد بنوا رہے تھے اور ہم لوگوں کے گھر مسجد کے گرد تھے جس میں میرے باپ ٹھیرے تھے چند روز ہم اسی مکان میں رہے تھے کہ میرے باپ نے کہا یا رسول اللہ آپ اپنی زوجہ کا زفاف کیوں نہیں فرماتے آپنے فرمایا میرے پاس دام نہیں پس میرے باپ نے ساڑھے بارہ اوقیہ (۳۰ تولہ) چاندی زفاف کے لئے پیش کی اسکے بعد آنحضرت نے اسی مکان میں مجھ سے ہم بستری کی جس میں ہم اب ہیں انتہیٰ۔ اس روایت پر ہمارا یہ اعتراض نہیں کہ جوان بیٹی کو دکھانا یا باپ کا قبل دامادی لڑکی کو پسند کرانا یا خود نکاح کی تحریک کرنی، ان باتوں پر چنداں ہمارا اعتراض نہیں۔ سبزہ دیکھکر ہر شخص پیٹ بھرنے کیلئے اپنا جانور چھوڑتا ہی لیکن رسول اللہ سے زفاف کی درخواست کرنی اور وہ بھی اس مستعدی سے کہ زفاف کے لئے رقم بھی داخل کردینی انتہائی سرشکن بیحیائی ہے۔ پھر صاحبزادی کا اپنے زفاف کا واقعہ بقید زمان و مکان مردوں سے بیان کرنا عجائبات شرم سے ہے۔

اگرچہ حضرت ابوبکر کے خاندان کی حیا کشی مشہور ہے جیساکہ ہم تادیب المجانین، حصہ دوم و مناظرہ رافضی بار رافضی حصہ دوم میں لکھ چکے ہیں کہ جناب ابوبکر کے برادر حقیقی

مخنث پیشہ اور انکی بھاوج طلحہ بن عبید اللہ کی ماں صعبیہ بنت حضرمی فاحشہ صاحب رایات زنا تھیں لیکن یہ لوگ بے تعلیم زمانہ جاہلیت کے تھے مگر حضرت عائشہ تعلیم یافتہ رسول تھیں اور ان کو رسول اللہ نے صدق وحیا کی تعلیم دی تھی چنانچہ بخاری کی کتاب الشہادۃ باب الشہادۃ علی الانساب میں ہے ان عائشۃ قالت دخل علی النبی صلعم وعندی رجلٌ قال یا عایشہ من ھذا قلت اخی من الرضاعۃ قال یا عایشہ انظرن من اخوانکن فانما الرضاعۃ من المجاعۃ یعنی امام بخاری کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ ایک دن ایسا ہوا کہ آنحضرت میرے پاس تشریف لائے اور اس وقت میرے پاس ایک مرد میرا رضاعی بھائی بیٹھا تھا آنحضرت نے پوچھا اے عائشہ یہ کیا ہے میں نے عرض کیا کہ یہ میرا دودہ شریک بھائی ہے آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ ذرا دیکھ بھال کر چلو کیسا رضاعی بھائی۔ رضاعت کم سنی کی معتبر ہے اسیطرح کسی اور موقع پر فرمایا یا عائشہ لا تکونی فاحشہ یعنی اے عائشہ فاحشہ نہ بن باوجود اس تعلیم کے جب انکے باپ نے جھوٹی حدیث نحن معشر الانبیاء بنائی تو انہوں نے جھوٹی گواہی دی کہ بیشک رسول اللہ نے یہ حدیث فرمائی ہے چنانچہ علی بن عیسی اربلی شافعی نے اپنی کتاب کشف الغمہ میں لکھا ہے ان عائشہ وحفصہ ھما اللتان شھدتا بقول ابی بکر قال ان رسول اللہ صلعم نحن معشر الانبیاء لا نورث درھما ولا دینارا وما لک بن اوس النضری ولما ولی عثمان قالت لہ عائشہ اعطنی ما کان یعطینی ابی وعمر فقال لا اجد لہ موضعا فی الکتاب ولا فی السنۃ وکان ابوک وعمر یعطیتک لہ من طیبۃ انفسھما وانا لا افعل فقالت فاعطنی میراث من النبی فقال الیس جئت وانت ومالک بن اوس النضری ان النبی قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فابطلت حق فاطمہ وجئت تطلبینہ قال فکان اذا خرج الصلوۃ نادت وترفع القمیص وتقول انہ قد خالف صاحب القمیص فلما اذتہ صعد المنبر وقال ھذہ الزھراء عدل واللہ یعنی بیشک عائشہ وحفصہ وہ عورتیں ہیں کہ جنہوں نے یہ گواہی دی تھی قول ابوبکر کی

تعلیم رسول اللہ صلعم

دروغ عائشہ بحدیث میراث

کہ رسول اللہ نے فرمایا ہم گروہ انبیاء درہم و دینار نہیں چھوڑتے اور مالک بن اوس النضری نے بھی ایسی ہی شہادت دی تھی پھر جبکہ عثمان خلیفہ ہوئے تو انسے عائشہ نے کہا تو بھی مجھے وہ تنخواہ دے جو ابوبکر و عمر دیتے تھے۔ عثمان نے کہا میں اسبات کی اجازت قرآن و احادیث میں نہیں پاتا۔ اور ابوبکر و عمر اپنی خواہش نفسانی سے دیتے تھے اور میں ایسا نہیں کر سکتا۔ پھر عائشہ نے کہا تو مجھے متروکہ نبی میں سے میرا حق دیدے۔ عثمان نے کہا کہ تو نے اور ابن اوس النضری نے کیا یہ شہادت نہیں دی تھی کہ پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں ہوتا جو کچھ پیغمبر چھوڑیں وہ صدقہ ہوتا ہے پس تم نے اس شہادت سے حق فاطمہ ڈبویا اور اب خود ترکہ نبوی مانگتی ہے پس جس وقت عثمان مسجد نبوی میں جاتے تو عائشہ رسول اللہ کا قمیص اُچھالتیں اور پکار پکار کر کہتی تھیں کہ عثمان اس قمیص کے مالک کا مخالف ہے پس عثمان جب اس شرارت سے تنگ ہوئے تو انہوں نے ممبر پر چڑھکر فرمایا یہ بے غیرت دشمن خدا ہے اور ابوبکر احمد بن عبدالعزیز جوہری متوفی ۳۲۳ھ نے اپنی کتاب السقیفہ میں یہ ہی قصہ انسداد تنخواہ عائشہ کا لکھا اور اسکی آخری عبارت یہ ہے فاذا هما عائشه و حفصه قال فسلم عثمان ثم اقبل علی الناس و قال ان هاتین لفتانتان یحل لی سبهما و انا اصلیهما علم یعنی عائشہ و حفصہ سے جب عثمان کو تکلیف پہنچی تو نماز کا سلام پھیر کر لوگوں کے سامنے آئے اور کہا کہ یہ فتنہ ساز ہیں۔ انکو گالیاں دینی مجھے جائز ہیں اور میں ان دونوں کی اصلوں سے واقف ہوں۔ انتہی۔ ان سندوں سے ثابت ہوا کہ دولت کے لالچ سے رسول اللہ پر ان بیگم نے حدیث میراث کا بہتان بنایا اور رسول اللہ کے سبب سے جو انکی عظمت تھی وہ انہوں نے اپنی حرب بانی و دروغ بیانی سے غارت کی اب ہمارا یہاں قیاس ہے کہ رسول اللہ کے زمانہ میں تو یہ فحش گوئی کر نہ سکتی تھیں اور زمانہ شیخین میں چونکہ محسنہ خلافت تھیں باپ کی خلافت کیلئے شوہر کو زہر دے کر پار لگا چکی تھیں جیسا کہ ہفوات المسلمین کے ایڈیشن دوم و سوم میں ہم ثابت کر چکے ہیں۔ عجب نہیں کہ رجوع خلق کرنے اور پیسہ کمانے کی خاطر انہوں نے اپنے سہاگ بھاگ اور بہتانات موضوعہ انسداد تنخواہ کے زمانہ سے شروع کئے اور اپنی حیات تک ان ہی موضوعہ احادیث سے اپنا وقار حیاتی اور امارت سے بسر کرتی رہیں اور ایسا لالچ کہ پیسہ پر سے آبرو قربان ہو جائے یہ انکے خاندانی اثر سے بعید نہیں۔ چنانچہ جناب ابوبکر کی نواسی جو پوتی بھی تھیں انکا فحش عجائبات عالم سے ہے جس سے نتیجہ

بیحیائی کو بھی شرم آتی ہے۔ چنانچہ اغانی جلد ۴ صفحہ ۱۵ میں عائشہ بنت طلحہ کا ایک شرمناک واقعہ لکھا ہے۔ ارینی عائشہ متجردۃ ذالک الفا درھم فاخبرت عائشۃ بنت طلحہ قالت فانی اجتمع فاعلمیھا ولا تعرفینہا انی اعلم فقامت عائشۃ کانہا تغتسل فاشرف مقبلۃ ومدبرۃ۔

خلاصہ واقعہ یہ کہ عائشہ بنت طلحہ کے ایک عاشق نے اس کی لونڈی سے کہا کہ اگر عائشہ برہنہ ہوکر مجھے اپنا بدن دکھادیں تو میں دو ہزار درہم دونگا۔ اُس باندی نے عائشہ سے ذکر کیا عائشہ اس رقم پر راضی ہوگئیں مگر اس شرط پر کہ اس مرد کو یہ علم نہ ہو کہ عائشہ کو اس معاملہ کی خبر ہے پس عائشہ برہنہ کھڑی ہوئیں جیسے نہانے کے لئے اور چل پھر کر اپنا آگا پیچھا سب کچھ دکھا دیا انتہیٰ مختصراً ان بیگم صاحبہ کا دو ہزار درم لیکر معائنہ کرادینا تجارت عفت کی خبر دیتا ہے۔ بقول شاعر

مال ملجائے کسی طرح سے تو بات بنے ✣✕✣ آبرو جائے جہنم میں ہے ناکارہ وہ چیز

شاید کسی صاحب کو یہ خیال ہو کہ بنت طلحہ محتاج تھیں۔ جی نہیں۔ بڑی مالدار بلکہ امیر کبیر تھیں چنانچہ تاریخ خمیس میں ان کے باپ طلحہ کا متروکہ ۲۰ کروڑ لکھا ہے اور سبط ابن جوزی نے تلبیس ابلیس میں متروکہ طلحہ کی مقدار طلائے خالص کے ۳۰۰ بار شتر لکھے ہیں پس خاندان تیم یعنی غلاموں کے خاندان سے ہونیکا شرف آپ کو حاصل تھا اس لئے ان سے خلاف شرافت و عفت یہ بدنما فعل صادر ہوگیا خدا معاف کرے۔

شیخ دوم کے فطری جبر و ظلم کا نتیجہ

ذم چہارم در قیص یدین میں ان بزرگ کے بکثرت ظلم لکھ چکے ہیں اب ان کا دُہرانا عبث ہے بس یہ سمجھ لو کہ دنیائے اسلام میں رسول اللہ کے بعد سے جسقدر فسادات شروع ہوئے اور قیامت تک ہونگے ان سب کا عظیم ترین حصہ آپکا حق ہے۔ لیکن ان نیک اعمال کا جو کچھ نتیجہ صاحب ما ینطق عن الھوا نے بلسان غیب فرمایا ہے وہ ملاحظہ کے قابل ہے۔ ملاحظہ ہو۔

عالیجناب مولوی سید امیر حسن صاحب محدث دہلوی کے رسالہ القول المشہور فی احوال المقبور کے صفحہ ۴۲ میں ہے۔ واخرج البیہقی فی کتاب عذاب القبر عن ابن عباس

رضی اللہ عنہ و ابو نعیم و ابن ابی الدنیا و الآجری فی الشریعۃ عن عطاء بن
یسار قال قال رسول اللہ صلعم لعمر بن الخطاب کیف بک یا عمر اذا انت مت فقاسو
لک ثلثۃ اذرع و شبر فی ذراع و شبر ثم رجعوا الیک فغسلوک و کفنوک
و حنطوک ثم احتملوک حتی یضعوک فیہ ثم یھیلوا علیک فاذا انصرفوا عنک
لقیک فتانا القبر منکر و نکیر صوتھما کالرعد القاصف و ابصارھما مثل
البرق الخاطف فتلتلاک و ترترالک و ھولاک فکیف بک عند ذلک یا عمر قال
یا رسول اللہ و معی عقلی قال نعم قال اذن اکفیکھما الحدیث رجالہ ثقات صحح و
اقبلہ السیوطی یعنی بیہقی نے اپنی کتاب عذاب القبر میں ابن عباس سے روایت کی
ہے اور ابو نعیم اور ابن ابی الدنیا اور علامہ آجری نے اپنی کتاب الشریعۃ میں روایت
کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے عمر جب تو مر جائیگا تو تیرے واسطے تین ہاتھ اور ایک بالشت
لمبی اور ایک ہاتھ اور ایک بالشت چوڑی قبر کھودینگے اور تجھے غسل و کفن اور خوشبو دیکر
اُٹھائینگے۔ اور اس قبر میں رکھکر مٹی ڈالکر واپس آجائینگے تب دو فرشتے منکر و نکیر تیرے پاس
آئیں گے جن کی آواز رعد کی کڑک اور انکی آنکھیں بجلی کی چمک جیسی ہونگی اور وہ تجھے بہت ڈرا
دھمکا کر سختی (عذاب) کرینگے۔ تو اس وقت اے عمر تیری کیا حالت ہوگی۔ جناب عمر نے
کہا کہ اس وقت میری عقل میرے پاس ہوگی۔ آنحضرت نے فرمایا ہاں عمر نے کہا یا رسول اللہ تو میں
ان سے بھگت لونگا۔ انتہی۔ سیوطی اور امام غزالی وغیرہم نے اس کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ اور مولوی
نواب صدیق حسن خاں بھوپالی اور شاہ اسحاق صاحب محدث دہلوی نے اپنی بعض تالیف
میں اس حدیث کی توثیق کی ہے۔

المولف :۔ دل و دماغ کی دوری سے مشورہ ہے محال۔ درازی قد بالکل بھی ہے وجہ
حمق لیکن مثل مشہور یہ ہے کل طویل احمق الا عمر یعنی سب لمبے بیوقوف ہوتے ہیں مگر
حضرت عمر احمق نہ تھے۔ اس مثل کے علاوہ جناب ممدوح کی درازی قد تواریخ قدیمہ عربی
مثل تاریخ طبری و کامل ابن اثیر وغیرہ سے ثابت ہے کہ آپ کا قد معمول سے بہت زیادہ
لمبا تھا۔ اتنا کہ آپ مجمع کثیر میں سب سے اونچے معلوم ہوتے تھے اور صاحب تاریخ خمیس نے

جلد دوم صفحہ ۲۶۸ میں مختصر الجامع سے یہ عبارت نقل فرمائی ہے کانہ راکب حمل و
الناس مشاۃ یعنی حضور اسقدر لمبے چوڑے تھے کہ معلوم ہوتا تھا آپ اونٹ پر سوار ہیں اور
لوگ پیدل چل رہے ہیں۔ ان اسناد پر اندازہ کیا جاتا ہے کہ آپ کا قد تین یا سوا تین
گز کا تھا۔ اور پیغمبر نے بلسان الغیب قبر کی لمبائی بولے ۔ دو گز کی بتائی ہے جو معمولی
انسانوں کی طوالت سے بھی کم ہے تو سوا تین یا تین گز کی لمبائی ہو لئے دو گز کی قبر میں کیونکر
ٹھونسی گئی ہوگی۔ تو یہ عذاب قوم کی طرف سے ہے۔ اس فشار کے بعد۔ فرشتگان رحمت
یعنی مبشر و بشیر کا نہ آنا بلکہ فرشتگان عذاب منکر و نکیر کا آنا اور پھر ان کا ہیبتناک آواز
ڈرانا و دھمکانا۔ اے معاذ اللہ۔ یہ تو حضرت عمر سے ہی معلوم ہو سکتا ہے ان باتوں کے علاوہ
جناب ممدوح حیات بعد موت کے قائل نہ تھے چنانچہ جنگ بدر کے کشتگان کفار قریش پر
جناب ممدوح نے مجلس مے نوشی میں نوحہ پڑھکر بعض مہاجر و انصار کو رولایا ہے جسپر رسول اللہ
کے ہاتھ سے پٹے تھے (تادیب الماجنین حصہ دوم) اُس میں کا ایک شعر رسول اللہ کی شان میں
یہ بھی تھا۔ ؎ ایوعدنی ابن کبشہ ان سنحیا ٭ وکیف حیاۃ اصداء و ھام
یعنی ابن کبشہ کے بچے تو ہم کو کیا ڈراتا ہے کہ ہم دوبارہ زندہ کیے جائینگے۔ بھلا کہیں الو بھی
انسان بنے آواز دینے والے (یہ مشرکین کا عقیدہ تھا کہ مر کر انسان الو ہو جاتا ہے۔ اس نوحہ
کی شرح تادیب محولہ میں دیکھو)۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

العبد

احمد سلطان مصطفوی چشتی۔ دہلی چاندنی محل حررہ ۱۱ شوال
۱۳۴۹ھ مطابق ۲ مارچ سنہ ۱۹۳۱ء

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر مولف ہذا

خدا کے فضل سے خاور نے وہ لکھی ہے کتاب
کہ جس کی شرح سے ثابت ہے رد قبض یدین

کئے ہیں جمع نقیضین اِس رسالہ میں
ہونگے معترض آپسمیں جہل سے طرفین

جو فکر سال کیا نکلا مصرعہ تاریخ
رفیع دین ہمیں ہیں صفات ماموں میں

۴۹ ۱۳ھ

دیگر

ایک قرآن ہی دنیا میں ہے صرف ایسی کتاب
عالم الغیب کا سب جانتے ہیں اسکو کلام

اُسکی اک سورہ توبہ میں ہیں ایسی آیات
رُن سے جو چاہے تو خود جانچ لے اپنا اسلام

فرق بتلاتی ہیں ہر فرقۂ اسلام کا وہ
حق و باطل کی پرکھ کے لئے ہیں محک انام

کسی عالم سے نہ کچھ پوچھنے کی حاجت ہے
کسی جاہل سے نہیں بحث کا اُسمیں کچھ کام

انہی آیات سے ظاہر ہے صفات ماموم
اس رسالہ میں کئے ہمنے ہیں وہ جمع تمام

مانگی خاور نے جو ہمیں غیب سے اُسکی تاریخ
ہوا ارشاد لکھو قاضی کفر و اسلام

۴۹ ھ ۱۳ ہجری نبوی صلعم

مطب حکیم سید انعام علی رضوی دہلوی

خدا کے فضل سے جس مرض کا جو مریض باستقلال رجوع ہو کر کامل علاج کرتا ہے وہ شفا ہی پاتا ہے کیونکہ ہمارے **شفاخانہ رضویہ** میں ادویات کے اجزا سریع الاثر اور ایسے اہتمام خاص سے تیار کئے جاتے ہیں جنکی جوہریت و عمدگی کے سبب مقدار خوراک رتیوں اور ماشوں میں دیجاتی ہے اور جو مرکبات کہ نسخہ جات حکمائے مشہور کے تجربات سے ہیں اُنمیں سے بہت طیار ہیں جنکی فہرست ایک آنہ کا ٹکٹ وصول ہونے پر بھیجدی جاتی ہے اور فرمایش پر بھی طیار کر دیئے جاتے ہیں اور بعض نسخہ جات بطریق یونانی و عمل کیمیائی سے مرکب طیار ہیں اور طیار ہوتے رہتے ہیں وہ سب اپنی شناخت ادویہ اور اوزان کی نگرانی سے طیار ہوتے ہیں۔ دواساز وں کے بھروسہ پر ہمارے ہاں دوائیں طیار نہیں ہوتیں اسیوجہ سے سریع الاثر ثابت ہوتی ہیں **خاص** کر تین اقسام کے علاج قابل ذکر بھی ہیں **ایک** وہ مریض جو ابتدائی عمر کی نادانیوں سے اپنے تئیں کمزور یا بیکار بنا لیتے ہیں اُنکے لیئے یہ **مطب** رحمۃ خدا اور اُسکے ادویات وسیلہ شفا **دوسرے** نسوانی امراض **تیسرے** بچوں کا علاج جو یہ دونوں کار اہم ہیں بفضل خدا بہت جلد شفایاب ہوگئے ہیں اور ہر مریض سے بلالحاظ دولت و افلاس دوا کی قیمت بہت کم لیجاتی ہے اور بعض نسخہ جات ہمارے مجربات حسب ذیل جنکا تجربہ شرط اور معمول مطب ہیں۔

فقیری ٹٹکا نیا پرانا جریان۔ سرعت انزال اور اُسکے سبب سے جو اور امراض پیدا ہو جاتے ہیں مثلاً اینٹھن درد کمر ضعف بصر۔ چند روز کے استعمال میں دفع ہو جاتے ہیں خوراک ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ فی تولہ ۲ ر

لال تیل۔ یہ ایک سنیاسی کا عطیہ ہے۔ پھوڑا پھنسی گوہانجنی۔ داد اور ناسور زہری گنج۔ خارش۔ گہرا زخم۔ درد گوش۔ ناک۔ ڈاڑھ سب کے لیئے مفید فی تولہ ۳۲ ر

سفوف شفا۔ درد شکم۔ تلی۔ درد گردہ ضعف جگر۔ بادگولا۔ ضیق ہیضہ۔ جاڑہ بخار کہانسی دمہ۔ اقسام درد سر۔ بیہوشی۔ سرسام بعض امراض چشم دانت ڈاڑھ درد نقوطہ غرض ان امراض کیلیئے جادو کا کام دیتا ہے ایک خوراک ۱ ماشہ ۲ ر

المشتہر حکیم سید انعام علی رضوی دہلی چاندنی محل

شیخین کا پیٹنا بت پرستی شیخین - بخاری کا خدا سے تمسخر - قیامت میں
فرج کی آزادی - عمر عائشہ بر وقت نکاح ۱۵ یا ۱۶ سال - الجماع افضل من الصوم -
. . . . قیمت ۸ عہ

مناظرہ حیدر آباد دکن یعنی عریضہ خاور جسمیں کذب شیخین - تحریف قرآن
زید بن ثابت کا پیشہ تھا - انا لہ لحافظون کی بحث بسیط - قرآن کلام خدا نہیں
تحریف قرآن پر احتمالات عقلی - معاہدہ عمر با معاویہ - رسول اللہ کی قبر شریف دل
میں - اصنام عرب کے بخاری - قبائل کے نام مع اصنام - قیمت ۸ /

سجدہ گاہ رسول - تمام کتب معتبرہ اہلسنت کے اسناد و انجاث ۱۲ /

عذاب الباری علی صحیح البخاری جو مناظرین شیعہ کی جان اور
اہلسنت کے درستی ایمان و القان کا خزانہ ہے بعبیر دام - زیر طبع ہے -

صفات المامومین مشتمل علی رد قبض یدین - مدح اول در اعانت -
ادائے خمس من الایمان - عداوت عترت - ذم اول در غصب حق عباد - مدح دوم در
طہارت و تبرا - تجہیز میت رسول - میاں عمر کا موت رسول سے انکار میت رسول کا
پیٹ پھول گیا - دفن رسول کی میاں عمر سے اجازت منتظر نبدی اولاد رسول - ذم دوم
در نجاست و تولا - جواز جماع بو قلموں - جواز اغلام - مدح سوم در حلت متعہ گاذران خلیل
لغویت غسل رجلین ذم سوم در حرمت تقیہ - تقیہ کو حرام کہنا تقیہ ہے - مدح چہارم در صلوۃ
و زکوۃ - ذم چہارم در قبض یدین - وجہ موقوفی خمس - یقبضون ایدیہم کی اصلی بحث -
تعریفات تطبیق و تکفیر - تحقیقات قبض یدین - تحقیقات اقصی الغایات - ابو بکر کا
تہ بند کھلنا عمر کا مٹاپا - موجدان تکفیر - نوحہ عمر در جلسہ می نوشی - ابو بکر کا سانڈ - نماز میں
قبض یدین بیحیائی ہے - مدح پنجم در طاعت - ذم پنجم در نسیان - شرح غریب الیوم
اکملت لکم کی بحث غریب - موئیدات شرح غریب - مدح ششم در مجالس حسین -
ذم ششم در فسق و نفاق - شیخ اول کی خاندانی بیحیائی - بنت طلحہ کی برہنگی -
شیخ دوم کے ظلم کا نتیجہ - فشار قبر عمر -

معمولات مطب حکیم سید انعام علی رضوی

فقیری لٹکا۔ نیا پرانا جریان سرعت انزال اور اُسکے سبب سے جو اور امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اینٹھن درد کمر۔ ضعف بصر چند روز کے استعمال میں دفع ہو جاتے ہیں خوراک ۶ ماشہ ہمراہ شیر گاؤ قیمت فی تولہ ۶/

لال تیل۔ یہ ایک سنیاسی کا عطیہ ہے۔ پھوڑا پھنسی گوہانجنی۔ داد اور نگ زہی گنج۔ خارش۔ گہرا زخم۔ درد گوش۔ ناک۔ ڈاڑھ سب کیلئے مفید فی تولہ ۳/

سفوف شفا درد شکم۔ تلی۔ درد گردہ۔ ضعف جگر۔ باؤ گولا ضیق ہیضہ جاڑہ بخار۔ کہانسی۔ دمہ۔ اقسام درد سر۔ بیہوشی سرسام بعض امراض چشم۔ دانت۔ ڈاڑھ۔ درد فوطہ۔ ورم فوطہ غرض ان امراض کیلئے جادو کا کام دیتا ہے۔ ہر ایک خوراک ۲ ماشہ . . . . قیمت ۲/

سفوف نیا پرانا سوزاک بفضلہ تین روز میں دفع قیمت فی خوراک ۸ع

حب تریاق آتشک تر نقلی یہ گولیاں معجون اکسیر الانسان سے تنقیہ کے بعد استعمال کرائی جاتی ہیں ایک درجن حبوب ۸ع معجون فی خوراک ۳/

حب کایا کلپ جسکو صحت کامل بارہ سال کیلئے درکار ہو اُسکو ایک سال کہانی ہونگی پہلی سہ ماہی میں امراض بلغمی مثل کہانسی نزلہ لقوی فالج۔ ہیضہ منہا پاکی اصلاح دوسری سہ ماہی میں امراض ریاحی مثل بادی بواسیر نقص اشتہا۔ ہاضمہ ریاح۔ خشک کہانسی۔ امراض جگر۔ اختلاج قلب۔ سوزاک۔ قبض یرقان وغیرہ کی اصلاح۔ تیسری سہ ماہی میں برص جذام۔ پھوڑا پھنسی بھگندر غرض خون کی اصلاح چوتھی سہ ماہی میں جدا سوداوی کے امراض کی پوری اصلاح مثل بواسیر۔ نواصیر۔ آتشک۔ گٹھیا۔ برص سیاہ و سفید بشرط پرہیز بارہ سال تک امن و امان ایک ماہ کیلئے ۳۰ حبوب قیمت للعہ

حکمی دوا اسد ہارن رس۔ یہ ایک رئیس کی فرمائش پر تیار ہوئی ہے اسکے طالب کو خط وکتابت کرنی چاہئیے اس کا فائدہ یہ کہ ساٹھ سالہ اٹھارہ سالہ بنجاتا ہے خوراک یومیہ ۲ چاول قیمت فی رتی ۱۱ع

المشتہر حکیم سید انعام علی رضوی دہلی چاندنی محل۔